

پروفیسر ارحمن رضا انوی

حافظ عبدالحمید انہر

درس حدیث

عمدہ نصیحتیں

وعن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال: رسول اللہ ﷺ ((إذا كان جنح الليل إذا أمسيتم فكفوا صبيانكم فان الشياطين تنتشر حينئذ، فإذا ذهب ساعة من الليل فخلوهم، واغلقوا الابواب، واذكروا اسم الله فان الشياطين لا تفتح باباً مغلقاً، واذكروا قربكم واذكروا اسم الله، وخمروا آياتكم واذكروا اسم الله، ولو ان تعرضوا عليها شياً، واطفئوا مصابيحكم)) (رواه البخاری)

”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب رات پر پھیلا دے، جب تمہاری شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لیا کرو کیونکہ شیاطین اس وقت پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کا کچھ حصہ بیت جائے تو انہیں چھوڑ دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا کرو، شیاطین بند دروازے نہیں کھولتے، اپنے مشکیزے باندھ لیا کرو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، اپنے برتن ڈھانپ لیا کرو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اور اگر تم ان پر کوئی چیز رکھ دیا کرو تو بہتر ہے اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔“

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی بھلائی کے لئے چند عمدہ نصیحتیں فرمائیں ہیں۔ پہلی نصیحت یہ ہے کہ جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو گلیوں، بازاروں میں بے کار گھومنے پھرنے کی اجازت نہ دو، انہیں گھروں میں روک لو اس لئے کہ اس وقت جنات اور شیاطین اپنے ٹھکانوں سے نکل کر زمین پر پھیل جاتے ہیں وہ بچوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو شیاطین آبادیوں سے دور چلے جاتے ہیں اس وقت بچوں کو چھوڑ دو وہ کھیلتے رہیں۔ رات کو گھروں کے دروازے بند رکھو جس کے کئی ایک فوائد ہیں۔ اللہ کا ذکر ہر حال میں کرتے رہو۔ اپنے مشکیزے کے منہ باندھ دیا کریں یعنی وہ برتن اور مشکیزے جن میں پانی جمع کر کے رکھا جاتا ہے ان کے منہ بند کر دیئے جائیں تاکہ پانی ضائع ہونے سے بچ جائے اور کوئی نقصان نہ چیز بھی ان میں داخل نہ ہو سکے۔ اسی طرح برتنوں کو ڈھانپ دیا جائے اگر ڈھانپنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے تو اسے اوندھا یعنی الٹا کر کے رکھ دیا جائے۔ رات کو سونے سے قبل اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ اس زمانے میں تیل سے چراغ جلتے تھے جن میں روئی یا کپڑے کی بٹی رکھی جاتی تھی اور مکانون کی چھتیں بھی کھجور کے پتوں سے بنی ہوتی تھیں۔ اس خدشہ سے کہ چوہا یا اور کوئی کیڑا اس بٹی کو لے جا کر چھت میں نہ ڈال دے جس سے آگ لگ سکتی ہے۔ ویسے بھی بے کار لائیں جلانا اسراف ہے اور بجلی کا ضیاع ہے۔ قومی سوچ رکھنے والے بے کار کام سے اجتناب کرتے ہیں۔

درس قرآن

﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

”اور ہم صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔“

اللہ رب العزۃ والجلال کی توحید ربوبیت کا شعور اور ایمان پختہ ہو تو اس کا اظہار توحید استعانت کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور اگر دعوائے توحید کے باوصف استعانت کے لئے قلب و دماغ میں کسی اور کی طرف رجحان پایا جائے تو یہ دماغ میں بت خانہ ہونے کا شاخسانہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ (الزمر: ۳۸)

”اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ تم فرماؤ کہ بھلا دیکھو تو جن کو تم لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر وہ مجھ پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ تم کہہ دو مجھے اللہ ہی کافی ہے (اس کے سوا مجھے کسی سے مدد مانگنے کی ضرورت نہیں) بھر سوار رکھنے والے اسی پر بھر سوار رکھتے ہیں۔“

اس کے سوا کوئی دعائیں اور التجائیں قبول نہیں کرتا۔ وہی ہے جو دعائیں قبول کرتا

ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿أَمَّنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (النمل: ۶۲-۶۳)

”بھلا کون بے قرار و لاچار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں پھر سے باختیار بناتا ہے (یہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے) تو کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں مگر) تم بہت تھوڑے ہو جو غور کرتے ہو۔ بھلا کون تم کو زمین اور سمندر کو اندھیروں میں رستہ سمجھاتا ہے اور کون ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سنانے بھیجتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔“

مخلوق کی دعا اور التجا قبول تو تب کریں جب سین وہ تو سننے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے۔

﴿إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ﴾ (فاطر: ۱۴)

”اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں پاتے۔“

اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا (اور تم شرک میں مبتلا ہو گئے) تو اس سے معافی مانگو اور اس کے حضور توبہ کر لو۔ بے شک میرا رب قریب بھی ہے (اور دعا کا قبول کرنے والا بھی ہے۔)

میں اگر سوختہ ساماں ہوں.....!

سقوط ڈھاکہ کے المیہ کو بیالیس سال ہو چکے ہیں۔ جب بھی 16 دسمبر کا دن آتا ہے تو اس کی المناک اور دل سوز یادیں تازہ ہو جاتی ہیں کہ اس روز اپنوں کی سازشوں اور غیروں کی دشمنیوں نے کس طرح وطن عزیز کے مشرقی بازو کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سقوط غرناطہ و بغداد کے بعد امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے جس کا زخم مندمل ہونا بڑا مشکل ہے۔ وہ وقت کس قدر اذیت ناک تھا جب پاکستان ٹی وی پر قوم کو وہ اندوہناک منظر دکھایا جا رہا تھا کہ جب کمانڈر ایسٹرن کمانڈ پاکستان لیفٹیننٹ جنرل عبداللہ نیازی نے ڈھاکہ کے پٹن میدان میں بھارتی جنرل جگجیت سنگھ اروڑا کے آگے اپنے منصب کا پھول اور ہتھیار ڈال کر اپنی شکست تسلیم کر لی اور پاکستان کی 90 ہزار فوج بھارت کی قید میں چلی گئی۔ سقوط ڈھاکہ کے دوران متحدہ پاکستان کے حامی کم و بیش پانچ لاکھ افراد شہید کر دیئے گئے۔ چار لاکھ سے زائد محصورین جو کیمپوں میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں، وہ پاکستان آنے کے منتظر ہیں۔ میاں نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں محصورین کو پاکستان لانے کے لئے بہت سا کام ہوا تھا مگر آمر مشرف اور پیپلز پارٹی کے دور میں اسے یکسر فراموش کر دیا گیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وزیر اعظم اس منصوبے کا احیاء کریں۔ ستم کی بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش کی حکومت متحدہ پاکستان کی حامی جماعتوں کے قائدین پر طرح طرح کے مقدمات قائم کر رہی ہے، انہیں جیلوں میں ڈال رکھا ہے اور چند ایک کو سزائے موت کا فیصلہ بھی کر رکھا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام رہنماؤں پر بنائے گئے مقدمات واپس لئے جائیں اور سزائیں منسوخ کی جائیں۔

باخبر لوگ جانتے ہیں کہ اندرا گاندھی، محبوب الرحمن، ذوالفقار علی بھٹو اور بیگم خان سقوط ڈھاکہ کے مرکزی کردار ہیں۔ ان کا جو حشر ہوا وہ دنیا کے لئے سامان عبرت ہے۔ ہمارا مدت سے یہ نقطہ نظر رہا ہے کہ بھارت نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ اس تاک میں رہا ہے کہ جب بھی موقع ملے تو واہگہ کی لکیر مٹا دی جائے اور پاکستان کو اکھنڈ بھارت میں تبدیل کر دیا جائے۔ مگر ہمارا ایمان ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر اور اسلام کے نفاذ کے لئے معرض وجود میں آیا ہے اس کے دشمن مٹ جائیں گے مگر پاکستان ہمیشہ قائم رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

ذرا برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ بھارت کے پہلے وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے جون 1947ء میں تقسیم ہند کے فارمولے کو منظور کر لینے کے باوجود آل انڈیا ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے تقسیم ہند کو عارضی عمل قرار دیا تھا۔ اندرا گاندھی نے 16 دسمبر 1971ء کو سقوط ڈھاکہ کے موقع پر کہا تھا کہ انہوں نے نظریہ پاکستان (دو قومی نظریہ) کو خلیج بنگال میں ڈبو کر ہندوستان پر مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکمرانی کا بدلہ لے لیا ہے۔ اندرا گاندھی کے پوتے کانگریس پارٹی کے جنرل سیکرٹری راہول گاندھی نے 2007ء کو ایک جلسہ عام میں تقریر کے دوران کہا تھا کہ گاندھی خاندان کو پاکستان توڑنے کا ”اعزاز“ حاصل ہے اور اگر انہیں موقع ملا تو وہ اس تاریخی عمل کو پھر سے دہرانے سے گریز نہیں کریں گے۔ بھارت کے دیگر انتہا پسند لیڈر ایسے ہی نظریات رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ ان کی سب سازشیں ناکام ہو جائیں گی۔

الحمد للہ! دو قومی نظریہ آج بھی زندہ ہے۔ بھارت، بنگلہ دیش کو سیکور بنانے میں ناکام رہا ہے اور بنگلہ دیش کی پارلیمنٹ اسلام کو سرکاری مذہب قرار دے چکی ہے۔ ”مشرقی پاکستان“ کے سابق قائدین کی تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے لئے خدمات قابل تحسین ہیں۔ 23 مارچ 1940ء کو ہندوستان بھر سے آئے ہوئے مندوبین کے عظیم اجتماع لاہور میں مسلم بنگال کے نمائندہ مولوی فضل الحق نے وہ قرارداد پیش کی جس میں ہندوستان کے سیاسی مسئلے کا حل ملک کی تقسیم قرار دیا گیا اور وہی قرارداد، قرارداد پاکستان کا روپ دھار گئی۔ سات سال بعد پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے طور پر نقشہ عالم پر نمودار ہوا اور انتقال اقتدار کا مرحلہ بھی طے پا گیا۔

باشعور قومیں اپنے ماضی کی غلطیوں کے نتائج سے سبق سیکھ کر اپنے حال کو سنوارا کرتی ہیں اور مستقبل کو نکھارا کرتی ہیں۔ انفس کی بات ہے کہ ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ”نوائے وقت“ کے ایک کالم نگار نے سقوط ڈھاکہ کا سبق یہ لکھا ہے کہ فوج سیاست سے الگ رہے۔ معاشی انصاف کو یقینی بنایا جائے۔ عوام کے مینڈیٹ کا احترام

مدیر اعلیٰ
پیشوا انصاری
ایم اے

مجلس
ادارت

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن وحدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام ومسائل
- 6 فلس اور شیطان کی فریب کاریاں (خلعہ حرم)
- 8 حدیث عقلین کا مفہوم
- 10 کیا یہ وہی ملا ہے؟
- 14 شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کا محکم ہالہ حدیث
- 15 قضا و قدر پر راضی رہنے والی ماں
- 17 نواب صدیق حسن خاں کے مجموعہ رسائل
- 18 حج نے مجھے مختلف گمراہیوں سے بچالیا
- 20 یاد رفتگان
- 23 اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل ذریعہ کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”انصار“ اصل حدیث

چوک اہل حدیث (المعرفہ تیچوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525

email: weeklyahlehadieth@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ پی پی	535/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
نی پریچہ	15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”اسٹار پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

کیا جائے۔ آئین کی بالادستی کو تسلیم کیا جائے۔ ہم اس میں صرف اس امر کا اضافہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے کیونکہ پاکستان اسلام کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا تھا، اسی میں ملک کا استحکام اور اس کی تعمیر ترقی کا راز مضمر ہے۔ سقوط ڈھاکہ کے ضمن میں اس شعر پر اپنی بات ختم کرتے ہیں۔

میں اگر سوختہ سماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

امیر پنجاب کا پیغام..... طلبہ مدارس دینیہ کے نام

عزیز طلبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے ایام شباب کو دینی علوم کے حصول کی خاطر وقف فرمایا ہے۔ یقیناً آپ حدیث رسول ﷺ کے مطابق ”سایہ عرش الہی“ کے مستحق ہیں کہ آپ ”شباب نفاذی عبادۃ ربہ“ کی عملی تعبیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں آپ کی مسافرت، گھروں سے مہابت اور بیوت الہی کی مجاورت کو مقبول و منظور فرمائے۔ آئین عزیزان گرامی قدر! مجھے دلی مسرت ہے کہ آج آپ سے چند گزارشات پیش کرنے کا موقع میسر آیا۔ امید ہے کہ آپ میری معروضات پر توجہ فرمائیں گے اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنے علمی مستقبل کو مزید روشن بنانے کی پوری کوشش کریں گے۔

①۔ اپنے آپ کو قطعاً معاشرے کا کم تر اور حقیر حصہ نہ سمجھیں بلکہ اس امر پر مسرت و شادمانی کا اظہار کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی علوم کی حفاظت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ سمندروں اور دریاؤں کی مچھلیاں ہمہ وقت دعا گو رہتی ہیں اور آپ کو ہی علوم نبوت کا وارث قرار دیا گیا ہے۔ آپ ہی دین کے محافظ، اسلام کے مبلغ اور قرآن حدیث کے داعی ہیں۔ آپ ہی کے فضائل و مناقب میں رسول اکرم ﷺ ساری زندگی رطب اللسان رہے ہیں۔

②۔ محنت، جستجو اور جدوجہد کو اپنا وطیرہ، شعار اور شیوہ بنائیں۔ سستی، کاہلی اور کام چوری سے مکمل اجتناب کریں۔ آج ہم جن شخصیات، علماء، دانشوروں اور سائنس دانوں کے نام بڑے اکرام و احترام سے لیتے ہیں اور ان کی خدمات جلیلہ کا حسین تذکرہ کرتے ہیں، وہ تمام نام و لوگ اپنی محنت اور کوشش کی وجہ سے ہی اس مقام رفیع تک پہنچے تھے۔

③۔ اپنے اساتذہ کا ادب، احترام، عزت، تکریم اور تعظیم کو حرزِ جاں بنائیں کیونکہ باادب بافضیلت ہوتا ہے اور بے ادب کو سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ”میں غلام ہوں ہر اُس شخص کا جس سے میں نے ایک حرف بھی پڑھا ہے۔ اب اس کی صوابدید ہے کہ وہ مجھے رہا کر دے یا مجھے فروخت کر دے۔ دونوں صورتوں میں میں اس کے فیصلے کو خوش دلی سے قبول کروں گا۔“

④۔ جامعات، مدارس اور اداروں کے منتظمین اور معاونین کی عزت و تکریم بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو ہمارے تائبناک اور روشن مستقبل کے لیے وسائل فراہم کر رہے اور ہمیں سہولیات پہنچا رہے ہیں۔ وہ ہمارے محسن ہیں اور محسن کشی کسی لحاظ سے بھی پسندیدہ فعل نہیں۔

⑤۔ آپ دینی اداروں کے طلبہ کرام ہیں اور آپ نے مستقبل میں دین کے مبلغ، اسلامی کتب کے مصنف، دفاع اسلام کے لیے مناظر، اور کامیاب خطیب و واعظ بن کر مسند رسول کا وارث بننا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ اخلاص نیت سے کام لیں اور تحصیل علم اور بعد کے جمع امور میں ریا کاری، دکھلاوے، نمود و نمائش اور فخر، غرور اور تکبر کا نام و نشان تک نہ ہو۔ بلکہ آپ کا مطمح نظر صرف رضائے الہی کا حصول ہونا چاہیے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ جب آپ خلوص کی دولت سے مالا مال ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں خزانہ غیب سے آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کو زندگی کے کسی موڑ پر ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔

⑥۔ طالب علمی کے زمانے میں اپنے آپ کو فرائض کا پابند، نوافل کا عادی اور ذکر الہی کا خوگر بنالیں تو ان شاء اللہ العزیز آپ کے لیے حصول علم کی منزل آسان ہو جائے گی۔

⑦۔ ہمارا دین ہمیں اکابر کے احترام کا درس دیتا ہے۔ بزرگوں کا نام ادب سے زبان پر لانے کی کوشش کریں۔ محدثین کرام، فقہا عظام اور بزرگان دین کی خدمات کا اعتراف و اظہار آپ کی وسعت ظہنی اور حقیقت پسندی کا ثبوت ہوگا۔ داغ مفارقت دے جانے والے علماء، خطباء، مبلغین، اساتذہ، قائدین اور عمائدین کا ذکر خیر ہمیشہ اچھے انداز اور مناسب الفاظ میں کریں۔

⑧۔ دینی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو جدید علوم پر بھی دسترس ہونی چاہیے۔ آپ کے لیے نئی ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کے طریقوں سے واقف ہونا بھی از حد ضروری ہے۔ دنیا کے جدید مسائل و مسائل اور مذہب کے نام پر اٹھنے والے فتنوں کے بارے میں آپ کے پاس معلومات ضرور ہونا چاہیے۔ تاکہ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل کا حل تلاش کر سکیں اور غلبہ اسلام کی تحریک کا حصہ بن سکیں۔

⑨۔ آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سرور گرامی ﷺ نے توحید و رسالت کی دعوت کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے آپ کو ”خدمت خلق“ کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ جس کی وضاحت پہلی وحی کے نزول کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”انک لتصل الرحم وتحمل الحمل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعين علی نواب الحق“ لہذا آپ کو تبلیغ دین کے ساتھ خدمت عوام کا فریضہ انجام دینے کی ابھی سے منصوبہ بندی کرنا چاہیے۔

10۔ مجھے آپ سے آخری گزارش یہ کرنا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان ملک بھر کے اہل حدیث کی وہ قدیم، نمائندہ اور موثر تنظیم ہے جس کی بنیاد ہمارے اکابرین نے رکھی۔ الحمد للہ اس جماعت کی موجودہ قیادت علامہ پروفیسر ساجد میر، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اور ان کی ٹیم بڑی بیدار مغز اور جفاکش ہے۔ پیغامِ نبی و وحی جلیل کا آغاز اس قیادت کا ایسا سنہری کارنامہ ہے جسے آنے والی نسلیں بھی فراموش نہیں کر سکیں گی۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ اپنے مسلک کی اصل، حقیقی اور نمائندہ تنظیم ”مرکزی جمعیت اہل حدیث“ کے ساتھ وابستگی رکھیں۔ تاکہ آپ بھی اسی نظم کی چھتری تلے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دین اسلام کی خدمت کا فریضہ کما حقہ انجام دے کر اپنی دنیا و آخرت کو بہتر بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار المحمدا مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

خاوند فوت ہونے کے بعد بیوی کا شادی نہ کرنا

سوال

بعض میاں بیوی آپس میں معاہدہ کر لیتے ہیں کہ ہم میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا عمر بھر کسی دوسرے سے شادی نہیں کرے گا، کیا ایسا معاہدہ کیا جاسکتا ہے، شریعت میں اس کی گنجائش ہے، وضاحت کریں؟

جواب

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہیں، ظاہر ہے کہ ایک کی وفات کے بعد دوسرے کی ضروریات متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ شادی سے مقصود عفت و عصمت کی حفاظت ہے، اس لئے ایک کی وفات کے بعد دوسرے فریق کو چاہئے کہ اگر حالات سازگار ہوں تو اسے عقد ثانی کر لینا چاہئے۔ شریعت نے دوسری شادی پر کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ اس کی ترغیب دلائی ہے اور حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔ چنانچہ ہم خیر القرون میں دیکھتے ہیں کہ متعدد حضرات کی بیویاں فوت ہوئیں تو انہوں نے عقد ثانی کئے تھے۔ اسی طرح متعدد خواتین بھی ایسی ہیں جنہوں نے خاوند کی وفات کے بعد دوسری شادیاں کی تھیں۔ لیکن اگر کوئی بیوی اپنے خاوند کی وفات کے بعد دوسری شادی نہیں کرتی اور پاکدامنی کی حفاظت کرتی ہے تو شریعت میں اس کی بھی گنجائش ہے۔ اگر کوئی میاں بیوی ایسا معاہدہ کر لیتے ہیں تو اس کی بھی قرون اولیٰ میں مثالیں ملتی ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیوہ ام الدرداء کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے عقد ثانی سے انکار کر دیا اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یحیٰ کی جس کے الفاظ یہ ہیں: ”عورت، قیامت کے دن آخری خاوند کی ہوگی۔“

انہوں نے مزید کہا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا چاہتی اور نہ کسی سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ (الا حادیث الصحیحہ ص ۲۷۵ ج ۳)
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بیوی سے کہا تھا: ”اگر تم چاہتی ہو کہ جنت میں میری بیوی بنو تو میرے بعد کسی اور سے شادی نہ کرنا کیونکہ عورت، جنت میں اپنے آخری دنیوی شوہر کی بیوی ہوگی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر آپ کے بعد نکاح ثانی کرنا ممنوع قرار دیا کیونکہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ (تہذیبی ص ۷۰ ج ۷)
رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ”تم دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہو۔“ (مستدرک حاکم ص ۱۰ ج ۳)

ان احادیث و آثار کے پیش نظر اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد عقد ثانی نہیں کرتی تو اس کیلئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی خاوند اپنے بچوں کی تربیت کے پیش نظر بیوی کی وفات کے بعد کسی دوسری بیوی سے شادی نہیں کرتا تو اس پر بھی دوسرے نکاح کیلئے دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا۔ (واللہ اعلم)

شیاطین کی مختلف حرکات

سوال

اکثر اوقات ہمارے گھر کے دروازے بجتے رہتے ہیں اور گھر سے رات کے وقت مختلف آوازیں بھی آتی ہیں، بعض اوقات بستر کو آگ بھی لگ جاتی ہے۔ ہمیں کسی عالم دین نے ایک طویل دعا لکھ کر دی ہے جس کا نام ”حرز ابی دجانہ“ ہے اور سورۃ الاخلاص کا ایک تعویذ دیا ہے، جو اس کے کہنے کے مطابق شیطانی حرکات کا توڑ ہے، اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں؟؟

جواب

قرآن کریم کی صراحت کے مطابق شیطان اور اس کے پیروکار انسانوں کے دشمن ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”در حقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے، اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی خیال کرو۔“ (فاطر: ۶)

ان شیاطین کا کام یہ ہے کہ وہ اولاد کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے کیلئے مختلف کام اور حرکات کرتے رہتے ہیں۔ سوال میں ذکر کردہ حرکات بھی شیطانی ہیں، اس سے مقصود اولاد آدم کو خوفزدہ اور پریشان کرنا ہے۔ ہمارے گھروں میں خونی چھینٹے پڑنا، مختلف آوازیں آنا، دروازے بجنا، آگ لگنا، بالوں اور کپڑوں کا کٹ جانا، قیمتی چیزوں کا گم ہو جانا اور اس طرح کی کئی دوسری حرکات شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ پھر اس کے علاج کیلئے جو ”روحانی بابے“ کام کرتے ہیں وہ بھی شیطانی علاج ہے۔ ان کے استعمال سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ سوال میں ”حرز ابی دجانہ“ کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ ایک لمبی کہانی ہے جو حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے نام سے گھڑی گئی ہے جسے محدثین کرام نے موضوع اور خود ساختہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابوبکر بیہقیؒ لکھتے ہیں: ”حرز ابی دجانہ کے متعلق ایک طویل حدیث مروی ہے جو من گھڑت اور خود ساختہ ہے، اسے بیان کرنا بھی جائز نہیں۔ (دلائل النبوة ص ۱۱۸ ج ۷)
حافظ ابن جوزیؒ بھی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث بے اصل اور موضوع ہے۔ (الموضوعات ص ۱۶۹ ج ۳)

اس کے متعلق علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ حزابی و جانہ ایسی چیز ہے جو صحیح نہیں، مجھے معلوم نہیں کہ اسے کس نے تراشا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ص ۲۳۵ ج ۱) باقی رہا سورۃ اخلاص کا نقش اور تعویذ تو شریعت میں اس کی کوئی بنیاد نہیں، مذکورہ شیطانی حرکات کے تو ذکیلے درج ذیل کام کریں:

- ☆ اپنے گھر میں اسلامی فضا ساز گار کریں اور دینی ماحول بنائیں۔ ☆ گھر کے تمام افراد نماز، حج گاہ کی پابندی کریں اور بالغ افراد مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں۔
 - ☆ صبح و شام کے اذکار کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور ان کے پڑھنے کا اہتمام کریں۔ ☆ سورۃ البقرہ اور آیہ الکرسی نیز سورۃ اخلاص اور معوذتین باواز بلند پڑھیں۔
 - ☆ گھر میں جو شیطانی کاموں کیلئے آلات اور ذرائع استعمال ہوتے ہیں انہیں یکسر ختم کر دیں۔
- نوٹ: قرآن پاک کی تلاوت کیلئے کیسٹ چلا دینا اور موبائل یا کمپیوٹر سے سننا کافی نہیں، امید ہے کہ ایسا کرنے سے مذکورہ شیطانی حرکات ختم ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ الرحمن

رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنا

سوال کیا دور حاضر میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنا ممکن ہے، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا“ اس حدیث کا حوالہ اور مطلب بتا دیں؟

جواب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنا بہت بڑی سعادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرا روپ نہیں دھار سکتا۔“ (صحیح بخاری، التعمیر: ۶۹۹۳)

لیکن رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شکل و صورت سے آگاہ ہو اور آپ کے حلیہ مبارک کی پوری پوری معلومات رکھتا ہو۔ اس کیلئے ایک کتاب ”آئینہ جمال نبوت“ کا مطالعہ مفید رہے گا جو ایک عربی کتاب ”الرسول کانک تراء“ کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے راقم نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے اور دارالسلام لاہور نے بڑے خوبصورت انداز میں اسے شائع کیا ہے۔ حدیث بالا کے پیش نظر دور حاضر میں بھی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جاسکتا ہے لیکن خواب میں زیارت نبوی کا دعویٰ کرنے والے بعض ایسے لوگ بھی سامنے آتے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت و صورت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ کے حسن و جمال کی جھلک دیکھنے والوں نے آپ کے خنداں رخ انور، حسین و جمیل قد و قامت، بے مثال خدو خال، بے نظیر چال ڈھال، باوقار و پرکشش وجاہت و شخصیت کا عکس الفاظ کے پیرایہ میں ہم تک پہنچایا ہے۔ اس عکس کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے تاکہ شیطان کسی کو دھوکہ نہ دے سکے۔ سوال میں جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بخاری، کتاب التعمیر حدیث نمبر ۶۹۹۳ ہے۔ محدثین کرام نے اس حدیث کے دو مفہوم بیان کئے ہیں: ☆ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دیکھنا ہے یعنی جس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ آپ کو بیداری میں بھی دیکھنے کی سعادت حاصل کرے گا۔ ☆ دوسرا مفہوم عام ہے کہ جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ قیامت کے دن آپ کی زیارت سے ضرور شرفیاب ہوگا۔

بہر حال یہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ جمال نبوت سے پوری طرح آگاہ ہو، بصورت دیگر شیطان، انسان کو گمراہ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن سیرینؒ فرمایا کرتے تھے کہ زیارت نبوی کی سعادت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کی اصل شکل و صورت میں دیکھے۔ (واللہ اعلم)

صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا

سوال لوگوں میں مشہور ہے کہ صبح کی اذان میں جو الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جاتا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ ان الفاظ کا اضافہ حضرت عمرؓ نے کیا تھا، اس میں کہاں تک صداقت ہے، وضاحت فرمائیں؟؟

جواب دین اسلام رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں مکمل ہو چکا تھا، لہذا دین اسلام کا کوئی حصہ بھی آپ کے بعد مکمل نہیں ہوا۔ صورت مسئلہ میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ بھی رسول اللہ ﷺ کے تجویز کردہ ہیں جو آپ نے اذان فجر میں کہلائے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ”سنت میں سے ہے کہ جب مؤذن، اذان فجر میں جی علی الفلاح کہے تو الصلوٰۃ خیر من النوم دو دفعہ کہے۔“ (بیہقی ص ۴۲۳ ج ۱)

واضح رہے کہ جب کوئی صحابی سنت کا لفظ استعمال کرے جیسا کہ مذکورہ روایت میں حضرت انسؓ نے کیا ہے تو اس سے مراد مرفوع حدیث ہوتی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، یہ اضافہ حضرت عمرؓ نے نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت ابو محمد ذرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی۔ اس روایت میں بھی صراحت ہے کہ الصلوٰۃ خیر من النوم، الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ صبح کی پہلی اذان میں کہے جاتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۲۰۱ ج ۱)

واضح رہے کہ متعدد احادیث میں اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔“ (بخاری، الاذان: ۶۲۴)

مذکورہ حدیث میں پہلی اذان سے مراد اذان تہجد نہیں جیسا کہ کچھ اہل علم نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے بلکہ اس پہلی اذان سے مراد صبح صادق کے بعد والی اذان ہے اور اقامت کے مقابلہ میں پہلی اذان کہا گیا ہے۔ بہر حال الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ حضرت عمرؓ کی طرف سے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات سے ہے۔ (واللہ اعلم)

امام مسجد الحرام
ذاتکثر فضیلۃ الشیخ
عبد اللہ بن عبد الوہاب
آسامہ خیاط

نفس اور شیطان کی فریب کاریاں

ترجمہ — جناب حافظ محمد سرور — نظر ثانی — جناب حافظ عبد الحمید اہر —

کرتے تھے: ”ساری تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، ہم اس کی ثناء کرتے ہیں۔ اس سے مدد مانگتے ہیں، اس سے بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کے شر سے اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔“ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ ”اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور اے قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔ میرا سارا معاملہ سدھار دے اور مجھے لمحہ بھر کیلئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔“ (متدرک حاکم)

دوسرے درجے پر ایک دانشمند اور اپنی نجات کا آرزو مند آدمی اپنے اوپر مسلط شیطان پر غور کرتا ہے، اسے اپنا دشمن جانتا ہے، اس سے محتاط رہتا ہے اور اس کی چالوں سے چوکنار رہتا ہے۔ کیونکہ بقول امام ابن قیم رحمہ اللہ، شیطان آدمی کو تمام تر گناہوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے جن کے درجات میں ایک دوسرے کی بہ نسبت تفاوت ہے۔ شیطان بڑے گناہ کو چھوڑ کر چھوٹے گناہ میں الجھانے کی اسی وقت کوشش کرتا ہے جب وہ بڑے میں نہ الجھا سکے۔ چنانچہ سب سے پہلا اور بڑا گناہ کفر ہے، اللہ کے ساتھ، اس کے دین کے ساتھ، اس کی ملاقات کے ساتھ، اس کی صفات کمال کے ساتھ اور ان باتوں کے ساتھ جو رسولوں نے اس کے متعلق بتائی ہیں۔ اگر وہ اس گناہ میں آدمی کو پھنسا لے تو اس کی آتش عداوت سرد پڑ جاتی ہے اور وہ سکون محسوس کرتا ہے۔

لیکن اگر آدمی اس گناہ سے اپنی بصیرت، ہدایت اور نور ایمان کے ساتھ بچ نکلے تو وہ اسے دوسرے بڑے گناہ میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ بدعت کا گناہ ہے۔ بدعت یا تو اس حق کے مخالف عقیدہ اپنانے کا نام ہے جس کے لئے اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بھیجا اور اپنی کتاب نازل کی، یا دین میں نئی گھڑی ہوئی ایسی رسوم اور رواجوں کو عبادت سمجھنا جنہیں اللہ نے عبادت نہیں بنایا اور جنہیں بطور عبادت اللہ قبول نہیں کرتا۔

ماویٰ ہے۔ اس کے علم کی بہ نسبت اس کی جہالت زیادہ ہے اور اس کے عدل کے مقابل اس کا ظلم بڑھا ہوا ہے۔ اس میں خیر کا جو کچھ حصہ موجود ہے، وہ اس کی اپنی خوبی نہیں بلکہ اس کے لئے اللہ کا نوازا ہوا فضل ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَوَّثَرَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْفُسْيَانَ﴾ (الحجرات: ۷)

”مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے لیے دل پسند بنا دیا، کفر و فسق اور نافرمانی سے تم کو متغیر کر دیا۔“

ایمان کیلئے پسندیدگی اور کفر و فسق کیلئے کراہت کی یہ صفات نفس کی اپنی خوبیاں نہیں اور نہ ہی نفس ان کا محرک ہے بلکہ یہ خوبیاں اللہ ہی نے اسے عطا کی ہیں جن کی بدولت آدمی نیک بن جاتا ہے۔

”یہ تو اللہ کا فضل اور اس کی نعمت ہے، اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

اللہ کے بندو! اپنے نفس کی اس معرفت کا لازمی تقاضا اس علم نافع کا حصول ہے جو کتاب و سنت کے انوار سے مزین اور قدیل نبوت سے حاصل شدہ ہوتا کہ نفس کی جہالت کا خاتمہ ہو جائے۔ اسی طرح اس معرفت کا ایک اور تقاضا نیک عمل ہے جس سے اس کے ظلم کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اللہ کے بندو! نفس کے شر سے پناہ مانگتے رہنا نبوی روش اور محمدی طریقہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی اس جانب رہنمائی فرمائی ہے تاکہ وہ اپنے نفسوں کے شر سے اللہ کی پناہ میں آجائے اور اس کی جہالت کا مداوا ہو سکے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے وصیت و تعلیم کی غرض سے ارشاد فرمایا کہ یوں کہو ”اے اللہ! مجھے میری راستی الہام کر دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔“ (احمد، ترمذی)

نبی کریم ﷺ اپنے خطبہ حاجت میں یہ کلمات کہا

”حمد و ثناء کے بعد، اے اہل اسلام! اگر آزمائش کے اترنے سے پہلے اس سے بچنے کا سامان کر لیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آزمائش کے آنے کے بعد اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ بیماری سے بچاؤ کی تدبیر کرنا اس کے علاج سے بہتر ہے۔ اسی طرح برائی اور گناہ سے اجتناب کرنا اور معصیت کے راستے سے دور رہنا ہی متقین کا طریقہ ہے۔ نیکو کاروں کی روش ہے اور رحمان کے برگزیدہ بندوں کا شعار ہے جس سے وہ اپنے رب کو راضی کرتے ہیں، حق کی حفاظت کرتے ہیں، جس سے دین محفوظ رہتا ہے، حدود کی پابندی کی جاتی ہے اور اللہ کے شعائر کی تعظیم کی جاتی ہے۔

اے بندگان الہی! ایسا بھی ممکن ہے جب برائی کے محرکات و اسباب اور اس کو آسان بنانے والے امور پر غور و فکر کیا جائے۔ دراصل اس کا اصل سبب یا تو برائی کی ترغیب دینے والا نفس ہے یا اس کی تلقین کرنے والا، اسے دلفریب بنا کر پیش کرنے والا اور اس پر ابھارنے والا شیطان۔ ایک دانشمند، جو یائے خیر اور اپنی نجات و کامرانی کا متمنی شخص ان دونوں محرکات پر رک کر غور کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ گہری نظر سے اپنے نفس کو جانچتا اور اس کے عیبوں کو کھنگالتا ہے جس سے اسے اپنے نفس کی جہالت اور ظلم کا اندازہ ہوتا ہے جو اسے خیر سے روکتے، شر پر ابھارتے اور باطل کی ترغیب دلاتے ہیں اور ان ساری باتوں کی جانب ہمارے پروردگار نے اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے کہ

﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي﴾ (یوسف: ۵۳)

”نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے الا یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو۔“

جو شخص اپنے نفس کی بخوبی معرفت حاصل کر لیتا ہے اسے بقول حافظ ابن قیم رحمہ اللہ، اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ دراصل نفس ہر شر کا منبع اور ہر برائی کا

ہے کہ شیطان اسے بلند مراتب اور بڑی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے۔ اگر آدمی کو ان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو تو اپنے آپ کو کسی بھی نیکی سے محروم نہ ہونے دے، لیکن یہ قیمت سے نابلد ہے۔ آدمی کیلئے اس کھائی سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ اس کے پاس نور ہو، اسے نیکیوں کی قیمت کا اندازہ ہو، وہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں اپنائے، اپنے وقت کو قیمتی جانے اور اپنی سانسوں کو بغیر کسی نیکی کے ضائع کرنے سے بچے۔ یوں آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جو نیکیوں کی دوڑ میں آگے بڑھنے کی خواہش کرتے اور پائیدار نیکیوں کی رغبت رکھتے ہیں۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد، اللہ کے بندو!

بندہ جب مذکورہ تمام کھائیوں سے بچ جائے کہ جن پر شیطان اس کیلئے گھات لگا کر بیٹھا ہے تو پھر ایک ہی کھائی باقی رہ جاتی ہے جو آدمی کیلئے ناگزیر ہے۔ اس کھائی سے اگر کوئی محفوظ رہا ہے تو اللہ کے انبیاء و رسل اور اس کے پاکیزہ ترین بندے ہی محفوظ رہے ہیں۔ اس کھائی میں شیطان ہاتھ، زبان اور دل سے ہر طرح کی تکلیف پہنچانے کیلئے آدمی پر اپنا لشکر مسلط کر دیتا ہے، جوں جوں آدمی کا مرتبہ بڑھے گا، دشمن اتنے ہی زور سے اس پر اپنا سارا لاؤ لشکر مسلط کرتا چلا جائے گا۔ اس کھائی سے بچنے کی صورت صرف اللہ کی بندگی ہے اور اس بندگی سے صرف وہی لوگ عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جو بصیرت تامہ رکھتے ہوں، اس بندگی کا تعلق دشمن کے سینے میں جلن کی آگ بھڑکانے سے ہے، اللہ کو یہ بات بہت ہی پسند ہے کہ اس کا ولی اس کے دشمن کو آتش غیظ و غضب میں جلائے۔ اللہ نے اپنے اس فرمان میں اس بات کی جانب اشارہ کیا ہے کہ:

”جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا۔“ (النساء: ۷)

اس آیت میں اللہ نے اپنی عبادت کیلئے ہجرت کرنے والے کو ”مراغم“ قرار دیا یعنی وہ اللہ کے اور اپنے دشمن کو آتش غضب میں جلاتا ہے۔ اللہ کو اپنے ولی کا یہ عمل نہایت ہی پسند ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

بات کہ ”جس طرح شرک کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ مند نہیں، اسی طرح توحید کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں۔“ لیکن اگر وہ اللہ کی توفیق اور سچی توبہ کی بدولت اس کھائی سے بھی نجات پا جائے تو شیطان اسے ایک تیسرے گڑھے پر بلاتا ہے اور یہ صغیرہ گناہوں کا گڑھا ہے۔ اس موقع پر شیطان آدمی سے کہتا ہے کہ جب تو کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہو چکا ہے تو یہ صغیرہ اور چھوٹے گناہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ کیا تو جانتا نہیں کہ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہنے سے صغیرہ گناہ خود ہی معاف ہو جاتے ہیں۔“ یوں شیطان آدمی کے سامنے یہ معاملہ معمولی بنا کر پیش کرتا رہتا ہے تاکہ آدمی صغیرہ گناہوں میں معمول کے مطابق الجھا رہے۔ یوں اس آدمی کی بہ نسبت وہ آدمی زیادہ بہتر ہوتا ہے جو اگرچہ کبیرہ گناہوں میں الجھا ہوا ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے گناہوں سے خائف اور ان پر نادم ہو۔ کیونکہ کسی ایک گناہ کو مسلسل کرتے چلے جانا بذات خود اس گناہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ توبہ اور استغفار کی موجودگی میں کوئی گناہ کبیرہ نہیں اور مسلسل کرتے رہنے سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے بچو۔“ پھر آپ ﷺ نے اس کی مثال بیان کی کہ ”جیسے کچھ لوگ کسی وادی میں پڑاؤ ڈالیں اور پھر ہر آدمی اپنے اپنے حصے کی ایک ایک لکڑی لائے تو یوں لکڑیوں کا ایک براڈھیر جمع ہو جائے، پھر وہ آگ جلا لیں اور اپنا کھانا پکائیں۔ اسی طرح معمولی سمجھے جانے والے گناہوں پر اگر آدمی کا مواخذہ کر لیا جائے تو وہ اسے ہلاک کر ڈالتے ہیں۔“ (مسند احمد)

اگر آدمی توبہ اور استغفار پر دوام اپنانے اور حد درجہ احتیاط اور حفاظت کا راستہ اختیار کرنے کی بدولت اس گڑھے سے بچ جائے اور گناہ کے بعد نیکی کرتا رہے تو شیطان اسے ایک پانچویں کھائی کی جانب بلاتا ہے یہ جائز امور کی کھائی ہے جن کے کرنے پر کوئی حرج نہیں۔ شیطان ان مباح امور میں آدمی کو الجھا کر زیادہ نیکیاں کمانے اور آخرت کی راہ میں زیادہ محنت اور کوشش صرف کرنے سے روک دیتا ہے، پھر وہ درجہ بدرجہ اسے سنتوں کے ترک اور پھر واجبات کے ترک پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس شخص سے شیطان کو کم سے کم جو چیز ملتی ہے وہ یہ

دوسرے گناہوں کی بہ نسبت بدعت کے اس گناہ میں آدمی کو پھنسا لینا شیطان کے لئے زیادہ مرغوب ہے۔ کیونکہ بدعت دین کی ضد ہے اور رسول ﷺ کی تعلیمات کے رد پر قائم ہے۔ جبکہ بدعتی شخص عام طور پر اپنے گناہ سے توبہ اور رجوع بھی نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو بھی اسی جانب بلانے لگتا ہے۔ بدعت کے اس گناہ میں جو دوسری برائیاں شامل ہوتی ہیں ان میں اللہ کے متعلق بغیر علم کے بات کرنا، صریح سنت سے اور سنت والوں سے دشمنی رکھنا، سنت کے نور کو بجھانے کی کوشش کرنا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رد کی ہوئی باتوں کا اعتبار کرنا اور جن باتوں کو انہوں نے قابل اعتبار قرار دیا انہیں رد کرنا، رسول ﷺ سے دشمنی کرنے والوں سے دوستی کرنا اور ان سے دوستی کرنے والوں سے دشمنی رکھنا، جس چیز کی رسول ﷺ نے نفی کی اس کا اثبات اور جس چیز کا انہوں نے اثبات کیا اس کی نفی کرنا۔ سچے کی تکذیب کرنا اور جھوٹے کی تصدیق کرنا، حق کے مقابل باطل کو پیش کرنا، حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر حقائق کو تبدیل کرنا۔ اللہ کے دین میں الحاد پیدا کرنا، حق کو لوگوں سے چھپانا، صراطِ مستقیم سے بھٹکنا اور دین کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کا دروازہ کھولنا، یہ تمام برائیاں بدعت ہی کا شاخسانہ ہیں۔ بدعت کے ان تمام مفاسد سے صرف اہل بصیرت ہی واقف ہوتے ہیں جبکہ اندھے اور نور بصیرت سے عاری لوگ اپنے ہی اندھے پن میں بھٹکتے رہتے ہیں اور جسے اللہ نور مہیا نہ کرے، اس کیلئے کوئی نور نہیں۔

لیکن اگر آدمی نور سنت کی بدولت اس گناہ سے محفوظ رہے، اتباع کی وجہ سے اور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے نقش قدم پر چلتے رہنے کے سبب اس سے بچ جائے تو پھر شیطان اسے ایک تیسری کھائی میں گرانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ کبیرہ گناہوں کی کھائی ہے۔ اگر شیطان اس کھائی میں گرانے میں کامیاب ہو جائے تو کبیرہ گناہوں کو اس کی نظر میں دلفریب اور مزین بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس کے لئے امید کا دروازہ کھولتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ ایمان تو محض تصدیق کا نام ہے، اس لئے برے اعمال ایمان کیلئے نقصان دہ نہیں بلکہ بعض اوقات آدمی کی زبان یا کان پر ایک ایسا کلمہ پیش کر دیتا ہے جس کے ساتھ اس نے ایک بڑی تعداد کو گمراہ کیا ہے یعنی یہ

اور اہل بیت کے بارے میں صرف ان کی عزت و توقیر اور ان کے ساتھ محبت کرنے کی وصیت کی ہے۔ اس بات کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کے ساتھ اپنی سنت کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أُمُورَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمُ بِهِمَا: كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ)) (موطا امام مالک: 899/2)

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم انھیں تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے، وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے۔“

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ گروہ اس حدیث کو پکڑ کر تو بڑا ڈھنڈورا پیٹتا ہے کہ اہل بیت کی اطاعت کرنا بھی قرآن کریم کی اطاعت ہی کی طرح ہے مگر اس موقف کا حامل فرقہ اس حدیث کو پس پشت ڈال دیتا ہے جس میں خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ)) (سنن ابن ماجہ: 42)

”فقتوں کے دور میں تم میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔“

یہ بات بھی یاد رہے کہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنے کے بارے میں محدثین علمائے کرام کا منہج یہ ہے کہ ان کی اتباع صرف اسی معاملے میں کی جائے گی جو نبی ﷺ کی سنت کی مطابقت میں ہوگا یا پھر آپ ﷺ کی سنت کی مخالفت میں نہیں ہوگا۔ اسی طرح اہل بیت کی اطاعت بھی اسی منہج کے مطابق کی جائے گی۔ البتہ ہمارا اس حدیث کو یہاں بیان کرنے کا مقصد ان حضرات کو یاد دہانی کرانا ہے کہ اگر ہر معاملے میں اہل بیت کی اطاعت واجب ہے تو پھر خلفائے راشدین کی اطاعت تو بالاولیٰ واجب ہے، اس لیے کہ خلفائے راشدین کے ذکر کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے سنت کا لفظ بھی ذکر کیا ہے جو اہل بیت کے ذکر کے ساتھ منقول نہیں ہے۔ اس لیے ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خلفائے راشدین کو کھن و تشنیع کا نشانہ بنانے کے بجائے ان کی عزت و توقیر کریں اور ان کے طریقے کے مطابق زندگی گزاریں۔



حدیث ثقلین کا مفہوم

حوالے سے لوگوں کو ابھارا اور ترغیب دلائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور (دوسرا ثقل) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں، یعنی اللہ سے ڈراتا ہوں۔“ (صحیح مسلم: 2408) ایک دوسری روایت میں کتاب اللہ کے ساتھ ’عَنْ نَبِيِّ‘ کے الفاظ ہیں۔ عترتی سے مراد بھی اہل بیت ہی ہیں۔ (مسند احمد: 13/3)

ایک غلط استدلال

اس حدیث سے بعض لوگ ایک غلط استدلال کرتے ہیں، بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ان کے تمام مذہب کی بنیاد اس حدیث کا دوسرا حصہ ہے۔ اگر ان کے مذہب سے اہل بیت کا ذکر نکال دیا جائے تو ان کی پوری کی پوری مذہبی عمارت زمین بوس ہو جائے۔ ان حضرات کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ جس طرح کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے اسی طرح اہل بیت کی اتباع و پیروی بھی لازمی اور ضروری ہے۔ اہل بیت میں سے جو بھی شخص جو بھی بات کہے اس کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس حدیث کی آڑ میں وہ سادہ لوح عوام میں اپنے نظریات پھیلا کر انھیں اپنا مذہب اختیار کرنے کی رغبت دلاتے ہیں۔ علم حدیث میں فہم و فراست نہ رکھنے والے افراد ان کے اس حملے کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھتے ہیں۔

غلط استدلال کا رد

مذکورہ حدیث سے ان حضرات نے جو استدلال لیا ہے وہ شرعی نصوص کے خلاف ہے۔ جب ہم اس حدیث کے مختلف طرق دیکھتے ہیں اور حدیث کے الفاظ پر غور کرتے ہیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کتاب اللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ یہودیوں کے کل بہتر (72) فرقے بنے تھے اور میری امت بہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان بہتر (73) فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ حق پر ہوگا اور باقی سب صراط مستقیم سے بھٹک جائیں گے۔ جو فرقہ ہمیشہ راہ حق پر قائم رہے گا اس کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”راہ حق پر چلنے والے لوگ وہ ہوں گے جو میرے راستے پر اور میرے صحابہ کرام کے راستے پر چلنے والے ہوں گے۔“ (جامع الترمذی: 2641)

اس حدیث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ بہتر فرقے مسلمانوں ہی میں سے ہوں گے مگر صراط مستقیم سے ہٹ چکے ہوں گے۔ وہ قرآن و حدیث کو ماننے کا اقرار تو کرتے ہوں گے مگر ان سے معنی اور مفہوم اپنی مرضی کا تراشتے ہوں گے۔ زیر نظر مضمون میں ہمارا مقصد ان فرقوں سے متعلق بحث کرنا نہیں بلکہ ایک حدیث کی وضاحت کرنا مقصود ہے جس سے بعض لوگ اپنی مرضی کا معنی اور مفہوم لے کر سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس سے متعلقہ بحث کریں گے۔

حدیث ثقلین

رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ((أَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَحَذُّوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْمَعُوا لَهُ وَفَحِّتْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَعَبٌ فِيهِ. ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي)) ”میں تم میں دو ثقل چھوڑے جا رہا ہوں: ان میں سے پہلا ثقل اللہ کی کتاب ہے۔ اس ثقل میں ہدایت اور نور ہے پس تم کتاب اللہ کو پکڑ لو اور اس کے ساتھ مضبوطی اختیار کرو۔“ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کے

غلط ہے۔

اگر آیت کا سیاق و سباق دیکھ لیا جائے تو یہ بات باآسانی سمجھ آ جاتی ہے کہ اس آیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات ہی ہیں۔ اسی طرح قرآن وحدیث کے بہت سارے دلائل بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔

یہ حضرات صحیح مسلم کی ایک حدیث اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ حدیث یوں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن سیدنا علی وفاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو اپنے اوپر لی ہوئی چادر میں لیا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ”اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے غلاطی کو دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک و صاف کر دے۔“ (صحیح مسلم: 2424) ان کا استدلال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے صرف ان چاروں کو چادر میں داخل فرمایا اور پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اگر کوئی اور بھی اہل بیت میں شامل ہوتا تو نبی ﷺ اس کو بھی چادر میں داخل کرتے۔

ان کا یہ استدلال دلائل سے عاری اور بالکل بے معنی ہے۔ جب ہم اس حدیث کے مختلف طرق دیکھتے ہیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس موقع پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تو اہل بیت ہو ہی البتہ یہ بھی اہل بیت میں سے ہیں۔

(المصدر رک الحاکم: 278/3)

شیخ البانیؒ فرماتے ہیں: ”حدیث الکساء سے سورۃ الاحزاب کی اس آیت کی وسعت کا پتہ چلتا ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ یہ چاروں شخصیات بھی شامل ہیں، اس لیے کہ اہل بیت میں اصل ازواج مطہرات ہی ہیں۔“ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: 280/4)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل بیت میں اصل ازواج مطہرات ہیں۔ اسی طرح اہل بیت میں وہ تمام لوگ بھی ہیں جن کے لیے صدقہ کا مال حلال نہیں۔ واللہ اعلم

فحص دعویٰ محبت فائدہ نہیں دے گا

آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ اہل بیت کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا نسب بھی ان کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا اہل بیت کے

فحص کا نسب نامہ اہل بیت سے تو جاملتا ہے مگر وہ بدعات و خرافات میں لت پت ہے تو اس کی اطاعت تو کجا ان بدعات و خرافات کی بنا پر اس سے بیزاری کا اعلان بھی کیا جائے گا۔

اہل بیت سے محبت جزو ایمان ہے

اہل السنۃ والجماعہ (اہل الحدیث) کا ہمیشہ یہ منہج رہا ہے کہ نبی ﷺ کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی سے محبت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ افضل الامۃ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر ایک عام صحابی تک سب سے محبت کرنا ہم پر فرض ہے۔ البتہ صحابہ و صحابیات میں سے بعض شخصیات ایسی ہیں جو بہت زیادہ محبت کی مستحق ہیں۔ جس طرح ایک شخص محبت تو اپنے سب رشتے داروں سے کرتا ہے مگر بعض سے کچھ زیادہ ہی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمیں محبت تو تمام صحابہ کرام سے ہے مگر نبی ﷺ کی اہل بیت کے بارے میں خاص وصیت کی بنا پر وہ ہماری بہت زیادہ محبت کے مستحق ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ یہ وصیت فرمائی ہے۔ یہ تاکید اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ کے اہل بیت کی عزت و توقیر کی جائے، ان کا احترام بجالایا جائے اور ان کے ساتھ دلی محبت کی جائے۔“ (حدیث الثقلین و فقہہ للدکتور علی السالوس: 25/1)

اہل بیت کون.....؟

محترم قارئین! درج بالا حدیث کے ذیل میں اس بات کی وضاحت بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ اہل بیت میں کون کون سے افراد آتے ہیں۔ اس نزاع کو حل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ایک مخصوص گروہ اپنے افکار و نظریات کے پیش نظر چند ایک افراد کو اہل بیت میں شمار کرتا ہے۔ یوں کہہ لیں کہ بعض صحابیات سے بغض و عناد کی بنا پر وہ گروہ انھیں اہل بیت میں سے ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس گروہ کا موقف یہ ہے کہ سورۃ الاحزاب کی آیت: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ سے مراد صرف سیدنا علی، فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ وہ ازواج مطہرات کو اہل بیت میں شمار نہیں کرتے۔ ان کا یہ موقف کئی وجوہ کی بنا پر

امام مناویؒ حدیث کے الفاظ ((عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) کے ذیل میں لکھتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کی ان الفاظ سے مراد یہ ہے کہ اگر تم کتاب اللہ کے اوامر کی پیروی کرو، اس کی نواہی سے اجتناب کرو اور میرے اہل بیت کے طریقے سے رہنمائی لو اور ان کی سیرت کی اقتداء کرو تو تم ہدایت پا جاؤ گے اور گمراہ نہیں ہو گے۔“ (فیض القدر للمناوی: 36/11) یعنی اوامر و نواہی میں اطاعت صرف کتاب اللہ کی ہے۔ اہل بیت کے طریقے سے صرف رہنمائی لی جائے گی تاکہ کتاب وسنت کا جو فہم ہے اسے صحیح طرح سے سمجھا جاسکے۔ واللہ اعلم

لفظ ”عترتی“ سے مراد تمام اہل بیت ہیں؟

درج بالا حدیث کی وضاحت میں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ لفظ ”عترتی“ سے مراد کون لوگ ہیں۔ ائمہ محدثین نے اس حوالے سے جو وضاحت کی ہے وہ درج ذیل ہے:

امام حکیمؒ فرماتے ہیں: ”عترتی“ سے مراد باعلیٰ علماء ہیں، اس لیے کہ وہ قرآن سے جدائی اختیار نہیں کرتے۔ باقی رہے وہ لوگ جو جاہل ہیں یا علمائے سوء ہیں تو وہ اس مقام افضلیت سے بہت دور ہیں۔ اصل چیز تو یہ دیکھی جاتی ہے کہ کون سا شخص اچھے خصائل سے آراستہ ہے اور اپنے آپ کو برے اخلاق سے بچائے ہوئے ہے۔ علم نافع اہل بیت کے علاوہ اگر کسی اور کے پاس ہو اور چاہے وہ کوئی بھی ہو اس کی اتباع کرنا بھی ہم پر لازم ہے۔ (فتاویٰ الشیخۃ الاسلامیہ: 2984/5)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: عترۃ سے مراد نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کے دین پر قائم ہیں اور آپ ﷺ کے اوامر کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ (فتاویٰ یسألونک: 164/2)

ملاعلی القاریؒ لکھتے ہیں: ”عترۃ سے مراد اہل بیت میں سے وہ لوگ ہیں جو اہل علم ہیں، آپ ﷺ کی سیرت پر مطلع ہیں، آپ ﷺ کے طریقے سے واقف ہیں اور آپ ﷺ کے اوامر اور سنت کو جانتے ہیں۔“ (فتاویٰ یسألونک: 164/2)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن اہل بیت کی اطاعت کی جائے گی ان سے مراد وہ اہل بیت ہیں جو اہل علم ہیں اور نبی ﷺ کے طریقے پر مضبوطی سے کاربند ہیں۔ اگر کسی

رائے کے چیمپئنز کو اور ان کے والدین کو تنگی گالیاں دیں تو کیا وہ اس کو اظہار کے نام پر برداشت کر لیں گے؟ جب کہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ آپ ﷺ کا معاملہ عام انسانوں سے بالکل مختلف ہے۔ ہمارا تو ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ آپ ﷺ کی ذات ہمیں ہر چیز جس میں ہمارے والدین، اولاد بلکہ اپنی جانیں بھی شامل ہیں سے بھی بڑھ کر عزیز نہ ہو۔ بظاہر ملالہ نے اپنے والد کے خیالات کی ہی وجہ سے اپنی کتاب میں جنرل ضیاء سے اس قدر نفرت کا اظہار کیا کہ اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر قرار دینا اللہ کا قانون ہے کسی انسان کا نہیں۔ ملالہ نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اور اس کے والد نے قرآن کو سمجھ کر پڑھا مگر شاید اس کے نام کو استعمال کرنے والے یہ بھول گئے کہ یہی قرآن یہ واضح کرتا ہے کہ جو اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی کافر ہیں، وہی ظالم ہیں اور وہی فاسق ہیں۔

ملالہ لکھتی ہے کہ قرآن کہاں کہتا ہے کہ عورت و مرد کے Dependent ہیں تو اس کا جواب سورۃ النساء کی وہ آیت ہے جس میں مردوں کو عورتوں پر قوام (نگہبان) بنایا گیا ہے کیوں کہ وہ عورتوں سے زیادہ طاقت اور قوت والے ہیں اور ان کی کفالت کے بھی ذمہ دار ہیں۔ قادیانیوں کے بارے میں یہ لکھنا کیوں ضروری سمجھا گیا کہ احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ ہماری حکومت کہتی ہے کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ یہ کنفیوژن پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اجماع امت کے نتیجے میں پاکستان کے آئین میں متفقہ طور پر قادیانیوں (احمدیوں، لاہوری گروپ وغیرہ) کو غیر مسلم کہا گیا۔ ملالہ کو پڑھ کر یہ بات سمجھ میں آنے لگتی ہے کہ امریکا و یورپ جنہوں نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں عراق، افغانستان اور پاکستان میں لاکھوں مسلمانوں جس میں ہزاروں ملائیں شامل تھیں ان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے، وہ سوات کی اس ملالہ پر کیوں اتنے مہربان ہو گئے اور اس بچی کو کس مقصد کیلئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ باپ نے بیٹی کے نام سے منسوب کتاب میں اپنے انتہائی متنازع حالات کے

کیا یہ وہی ملالہ ہے؟

جناب انصار عباسی

مسلمان کے شایان شان نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہے جن کے مطابق ہر مسلمان کیلئے آپ ﷺ کا ذکر آنے پر صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہنے پر سخت وعید ہے۔ میرے لئے تو یہ بات بھی ناقابل یقین ہے کہ سوات جیسے علاقہ سے تعلق رکھنے والی ایک بچی جو خود سر پر چادر لئے بغیر باہر نہ نکلتی ہو وہ اس بات پر احتجاج کرے گی کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں لڑکیوں کو ہاکی کھیلنے وقت نیکر پہننے سے کیوں روکا گیا اور انہیں پا جامہ پہننے پر کیوں مجبور کیا گیا۔ ملالہ کے نام سے کتاب میں یہ بھی لکھ دیا گیا کہ پاکستان ہندوستان سے تینوں جنگیں ہار۔ ملالہ کا جنرل مشرف کی روشن خیالی کے حق میں بات کرنا اور جنرل ضیاء مرحوم کو ان کی اسلامائزیشن کی پالیسیوں کی وجہ سے اس حد تک جانا کہ ضیاء مرحوم کی شکل کا مذاق اڑایا جائے کوئی اچھی بات نہیں۔ کتاب میں ملالہ پر اس کے والد ضیاء الدین یوسفی چھائے ہوئے نظر آئے۔ اس کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ضیاء الدین کوئی بہت بڑا ہیرو ہے جس کیلئے یہ کتاب لکھی گئی۔ ملالہ کے ہر دوسرے جملہ میں اس کے والد کا حوالہ اور ان کے خیالات کا اظہار ہے اور اسی وجہ سے ملعون سلمان رشدی جیسا معاملہ کتاب کا حصہ بنا۔ اس ملعون نے ہمارے پیارے پیغمبر محمد ﷺ اور امہات المؤمنین کے متعلق توہین آمیز کتاب لکھی۔ ملالہ کہتی ہے کہ اس کے والد اس کتاب کو اسلام مخالف سمجھتے ہیں مگر وہ آزادی رائے کے حق پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔

ملالہ کو شاید یہ خبر بھی نہ ہو کہ جو اس نے لکھا یہی تو اسلامی دنیا کا مغرب سے جھگڑا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہماری مقدس مذہبی شخصیات اور عقائد کا مذاق نہ اڑایا جائے اور نہ ہی ان کی توہین کی جائے مگر مغرب وہی بات کرتا ہے جو ملالہ نے اپنی کتاب میں کی۔ ہم تو لعنت بھیجتے ہیں ایسی آزادی رائے پر۔ کتاب پڑھ کر لگتا ہے کہ ملالہ اپنے باپ سے بہت محبت کرتی ہے۔ اگر کوئی آزادی

ملالہ یوسفی کی کتاب ”I Am Malala“ پڑھ کر دکھ ہوا۔ سولہ سالہ بچی پہلے طالبان کے ظلم کا شکار ہوئی، اب ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی جو اسے اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ایک بچی جس پر پہلے ہی ایک قاتلانہ حملہ ہو چکا اور اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ سے اس کو نئی زندگی بخشی، اب اس کو ایسے معاملات میں گھسیٹا جا رہا ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے انتہائی حساس نوعیت رکھتے ہیں اور جس کی وجہ سے اس کی زندگی کو پہلے سے موجود خطرات میں بیش بہا اضافہ ہو جائے گا۔ کتاب پڑھ کر مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ بے چاری ملالہ استعمال ہو گئی۔ ورنہ ایک کتاب کہ جس میں ایک بچی کی اپنی زندگی، اس کی تعلیم کے حصول کیلئے جدوجہد اور قاتلانہ حملہ کی کہانی ہونی چاہئے تھی اس میں ملعون سلمان رشدی کی کتاب کے حوالے سے آزادی رائے کے حق میں بات کرنا، اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے قانون کے نفاذ پر اعتراض اٹھانا، ناموس رسالت کے قانون کو پاکستان میں سخت کئے جانے کی بات کرنا، قادیانیوں اور مسیحی برادری پر پاکستان میں حملوں اور یہ کہنا کہ احمدی (قادیانی) اپنے آپ کو تو مسلمان کہتے ہیں جبکہ ہماری حکومت ان کو غیر مسلم سمجھتی ہے ایسے موضوعات تھے جو مسلمانوں اور اسلام مخالف قوتوں کے درمیان تناؤ کا باعث بنتے ہیں۔ یہ معاملات ایک سولہ سالہ بچی کی سمجھ سے بہت بڑے ہیں مگر ملالہ کا نام استعمال کر کے ان معاملات کو اس انداز میں اٹھایا گیا جو عمومی طور پر مسلمانوں کو دکھ پہنچاتے ہیں۔

مجھے ذاتی طور پر کتاب پڑھ کر جس بات کا بہت دکھ ہوا کہ بار بار ملالہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کا حوالہ دیا مگر ایک مرتبہ بھی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا۔ میں نے تو غیر مسلموں تک کو Prophet کے ساتھ PBUH لکھتے دیکھا ہے مگر ملالہ کے نام پر جو کیا گیا وہ نہ صرف کسی

اظہار کا کیوں ذریعہ بنایا۔ ضیاء الدین کو ضرور سوچنا چاہئے کہ کہیں وہ بیٹی کے معاملہ میں سنگدلی کا مظاہرہ تو نہیں کر رہا۔ کاش ملالہ یہ کتاب نہ لکھتی۔

☆ ملالہ یوسف زئی کی حال ہی میں منظر عام پر آنے والی کتاب آنی ایم ملالہ میں بہت سارا مواد موجود ہے جو نہ صرف اس لڑکی کو متنازع بنانے کیلئے کافی ہے بلکہ اس کے ناقدین کو وہ ٹھوس وجوہات بھی فراہم کرتا ہے جو اسے اسلام اور پاکستان کے خلاف مغرب کا ایجنٹ قرار دینے کیلئے کافی ہیں۔ یہ کتاب جو ملالہ سے زیادہ ان کے والد کے تجربات کی عکاسی کرتی ہے، میں بڑی ہی شائستگی کے ساتھ توہین رسالت کے مرتکب سلمان رشدی اور اس کی ملعون کتاب سینا تک ورسز کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مغرب کی عمومی رائے ہے۔ ملالہ نے لکھا ہے کہ میرے والد نے بھی اس کتاب کو اسلام مخالف پایا لیکن وہ اظہار رائے کی آزادی کے زبردست حامی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کی کہی ہوئی بات کا حوالہ دیا کہ کیا اسلام ایسا کمزور مذہب ہے جو اپنے خلاف لکھی گئی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتا؟ میرا اسلام ایسا نہیں۔ ملالہ نے اس سلسلے میں پورا الزام دوسری جانب گھماتے ہوئے کہا کہ ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں سے قربت رکھنے والے ایک ملا نے پاکستانی عوام کے جذبات کو احتجاج کیلئے ابھارا۔ کسی بھی مغربی مصنف کی طرح، ملالہ نے اپنی کتاب میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا متعدد مقامات پر حوالہ دیا ہے لیکن ہر مسلمان کیلئے لازم رسول پاک کے نام کے ساتھ ﷺ نہیں لکھا۔

ملالہ نے اسلامی قوانین کی بھی مخفی انداز میں عکاسی کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے لیکن جنرل ضیاء نے ایسے اسلامی قوانین متعارف کرائے جن سے عدالتوں میں خواتین کی گواہی کسی بھی مرد گواہ کے مقابلے میں آدھی ہوگئی، ملالہ پاکستان میں توہین مذہب کے متعلق قانون کو بھی انتہائی سخت سمجھتی ہیں۔ ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ پاکستان میں ایک قانون ہے جسے بلا لاکھا جاتا ہے۔ جس میں قرآن مجید کو کسی بھی توہین سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ جنرل ضیاء کی اسلام پسندی کی مہم میں اس قانون کو مزید سخت بنا دیا گیا تا کہ جو بھی رسول پاک ﷺ کے نام کی بے حرمتی کرے گا اسے سزائے موت یا پھر عرقید کی سزا

سنائی جاسکے۔ جنرل ضیاء کے خلاف اپنی پابندیدگی کے اظہار کے برعکس ملالہ نے اپنی کتاب میں جنرل پرویز مشرف اور ان کی روشن خیالی اعتدال پسندی کی پالیسی کیلئے مثبت رائے کا اظہار کیا ہے۔ کتاب کے صفحہ نمبر ۷۸ اور ۷۹ پر ان کا کہنا ہے کہ کچھ معاملات میں جنرل پرویز مشرف جنرل ضیاء سے مختلف تھے۔ اگرچہ عام طور پر وہ یونیفارم میں ہوا کرتے تھے لیکن مغربی طرز کے سوٹ پہنتے تھے اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی بجائے خود کو چیف ایگزیکٹو کہتے تھے۔ وہ کتے بھی پالتے تھے جنہیں مسلمان ناپاک سمجھتے ہیں۔ ضیاء کی اسلامائزیشن کے برعکس انہوں نے ایسی پالیسی اختیار کی جسے وہ روشن خیالی اعتدال پسندی کہتے تھے۔ انہوں نے ہمارے میڈیا کو جگہ دی۔ نئے پرائیویٹ ٹی وی چینل کھولنے اور خبریں پڑھنے کیلئے خواتین رکھنے اور ٹیلی ویژن پر ڈانس کی اجازت دی۔ مغربی تہواروں جیسا کہ ویلنٹائن ڈے اور سال نو کا جشن بھی منایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ یوم آزادی کے موقع پر انہوں نے سالانہ پاپ کنسرٹ کی بھی منظوری دی جسے ملک بھر میں نشر کیا گیا۔ انہوں نے ایسے کام کئے جو ہمارے جمہوری حکمرانوں حتیٰ کہ بینظیر بھٹو، تک نے نہیں کئے۔ انہوں نے اس قانون کو بھی ختم کیا جس میں کسی عورت کو یہ ثابت کرنا پڑتا تھا کہ اس کا ریپ کیا گیا ہے اور اسے چار مرد گواہ پیش کرنا ہوتے تھے۔

ضیاء الحق اور اسلامی قوانین کا حوالہ دیتے ہوئے ملالہ نے کتاب کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ جنرل ضیاء نے ایسے اسلامی قوانین نافذ کئے جن سے خواتین کی عدالت میں گواہی مردوں کے مقابلے میں آدھی ہوگئی۔ جلد ہی ہمارے جیل خانے ایسے مقدمات سے بھر گئے جن میں ایک 13 برس کی لڑکی کا کیس بھی ہے جس کا ریپ کیا گیا جس کے بعد وہ حاملہ ہوگئی، لیکن اسے بدکاری کے الزام میں جیل بھیج دیا گیا کیونکہ وہ چار مرد گواہ پیش نہ کر سکی۔ ایک عورت مرد کی اجازت کے بغیر بینک میں اکاؤنٹ تک نہیں کھول سکتی۔ خواتین کھلاڑیوں کو چھوٹے کپڑے پہننے کی اجازت نہ دینے کے معاملے پر جنرل ضیاء کی پالیسی سے زبردست اختلاف کرتے ہوئے ملالہ نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ ایک قوم کی حیثیت سے ہم نے ہاکی میں ہمیشہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن جنرل ضیاء

نے خواتین کو چھوٹے کپڑوں کی بجائے ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر پہنائے اور کچھ کھیل ایسے بھی تھے جن کے کھیلنے پر پابندی عائد کر دی۔ ملالہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ضیاء کے دور میں کئی مدرسے کھلے، تمام سکولوں میں دینیات کی جگہ پر اسلامیات یا پھر اسلامک اسٹڈیز کا مضمون پڑھایا جانے لگا اور پاکستان میں یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ صفحہ نمبر ۲۴ پر ملالہ نے پاکستان کی تاریخ کا ذکر کیا ہے۔ ہماری درسی کتب میں پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ۱۹۴۷ء سے بھی پہلے قائم ہے۔ کتاب میں ہندوؤں اور یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے اس کے بعد صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھا ہے کہ (جنرل ضیاء کے دور کی یہ کتب) جو بھی ان کو پڑھے گا وہ یہ سوچ سکتا ہے کہ ہم نے تین جنگیں جیتی ہیں۔ جبکہ ہم نے اپنے عظیم دشمن بھارت کے خلاف جنگیں لڑی اور ہاری ہیں۔ سلمان رشدی اور اس کی انتہائی توہین آمیز کتاب کے بارے میں ملالہ کتاب کے صفحہ نمبر ۳۶ اور ۳۷ پر لکھتی ہیں کہ یہ (کتاب سینا تک ورسز) مصنف کی بمبئی میں گزرنے والی زندگی کی ایک مزاحیہ نقل ہے۔ مسلمان اس کتاب کو وسیع بنیادوں پر توہین آمیز سمجھتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس قدر زبردست اشتعال پھیلنا کہ لوگ کسی اور موضوع پر کم بات کرنے لگے لیکن جو بات عجیب تھی وہ کتاب کی اشاعت کی شروعات تھی۔ یہ کتاب پاکستان میں فروخت کیلئے نہیں تھی، لیکن اس کے بعد اردو اخبارات میں ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں سے قربت رکھنے والے ایک ملا کے آرٹیکل چھپنے کا سلسلہ شروع ہوا جن میں اس کتاب کو توہین آمیز اور اشتعال انگیز قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس پر احتجاج کریں۔ جلد ہی پورے ملک میں ملا حضرات نے کتاب کے خلاف احتجاج کا سلسلہ شروع کر دیا اور پابندی کا مطالبہ کیا۔ ناراض مظاہرین کو گرفتار بھی کیا گیا۔ سب سے زیادہ پرتشدد واقعہ 12 فروری 1989ء کو اسلام آباد میں پیش آیا جب امریکن سینٹر کے قریب امریکی پرچم جلایا گیا حالانکہ سلمان رشدی اور اس کی کتاب کا ناشر برطانوی شہری تھے۔ پولیس نے مظاہرین پر فائرنگ کی اور پانچ لوگ مارے گئے، ناراضی کا یہ سلسلہ صرف پاکستان میں نہیں تھا۔ دو دن بعد، ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ خمینی نے رشدی کے قتل کا فتویٰ جاری کیا۔

چاہنے والے بنائے، میڈیا کی وجہ سے ہی ملالہ کی تعلیم کیلئے جدوجہد سامنے آئی اور پاکستان میں اسے زبردست پذیرائی ملی۔ جب ملالہ پر حملہ ہوا تو دن رات ملالہ کی رپورٹس میڈیا پر چلائی گئیں، دنیا بھر سے اس کیلئے دعائیں اور نیک خواہشات کے پیغامات آنے لگے، بچوں کیلئے ملالہ ایک ہیرو کی طور پر سامنے آگئی، میڈیا نے پاکستان کے بچے بچے کی زبان سے ملالہ کا ساتھ دینے کا عہد سنوایا اور دکھایا۔ کچھ ایسے لوگ جو ملالہ کے بارے میں منفی باتیں کرتے تھے انہیں رد کیا گیا۔ کچھ لوگ تو یہ بھی کہتے تھے کہ ملالہ اسلام دشمن اور پاکستان دشمن تو توں کے آلہ کار کے طور پر سامنے لائی گئی ہے اور اس میں اس کے باپ کا اہم کردار ہے۔ ایسی تمام باتوں پر بہت کم لوگ یقین کرنے والے تھے۔ ملالہ سے عمومی طور پر پائی جانے والی ہمدردی کا یہ حال تھا کہ اس کے والد کے بارے میں کچھ متنازع معاملات کو میڈیا تک نے کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ جب ملالہ کو حملہ کے بعد باہر بھیجا گیا تو حکومت کی طرف سے میڈیا کو یہ اطلاعات دی گئیں کہ اسکے والد ضیاء الدین نے حکومت کو دھمکی دی ہے کہ اگر اسے لندن میں پاکستانی ہائی کمیشن میں نوکری نہیں دی جاتی تو وہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ وہاں سیاسی پناہ لے لے گا۔ اگرچہ ملالہ کی کتاب میں اس الزام کی تردید کی گئی ہے مگر اس بات کا اس وقت کے صدر آصف علی زرداری اور وزیر داخلہ رحمان ملک کے علاوہ دوسرے اور کچھ لوگوں کو بھی پتہ تھا بلکہ ملک صاحب نے یہ بات کچھ لوگوں کو خود بھی بتائی تھی مگر اس خبر کو میڈیا نے کوئی خاص اہمیت نہ دی کیوں کہ ایک مظلوم بیٹی کی عزت کا سوال تھا۔

صحت یابی کے بعد ملالہ نے برطانیہ، یورپ اور امریکہ سے کئی ایوارڈ سمیٹے بلکہ اس کو نوبل ایوارڈ کیلئے نامزد کیا گیا۔ ساری دنیا اس انتظار میں تھی کہ اسے نوبل ایوارڈ ملتا مگر ایسا نہ ہوا جس پر پاکستان میں بھی بہت بڑی تعداد میں لوگ مایوس ہوئے۔ اس تمام عرصہ میں ملالہ کو پاکستان کیلئے نیک نامی کمانے کا ذریعہ سمجھا گیا۔ ملالہ کو قوم کی بیٹی کا نام دیا گیا۔ وہ خود تو پاکستان کا وزیر اعظم بننے کی خواہاں ہے، اس کیلئے تو پاکستان میں بھی مستقبل کی وزیر اعظم بننے کی دعائیں کی جانے لگیں۔ صورتحال یہ تھی کہ سابق صدر زرداری اور بینظیر بھٹو کی بڑی بیٹی، بختاور

تھے لال مسجد مدرسے کی خواتین طالب علموں نے اسلام آباد کی گلیوں میں لوگوں کو خوف زدہ کرنا شروع کر دیا تھا، وہ ایسے گھروں پر چھاپے مارنے لگیں جنہیں وہ مساجد سینٹر بتاتی ہیں، انہوں نے خواتین کو طوائفیں قرار دے کر انہیں اغواء کرنا شروع کر دیا اور ڈی ڈی ڈی کی دکانیں بند کر دیں اور سی ڈیز اور ڈی ڈی ڈیز کے ڈھیر بنا کر انہیں آگ لگا دی۔ جب طالبان کو مناسب لگتا ہے تو خواتین کو آواز بھی مل جاتی ہے اور وہ لوگوں کو نظر بھی آنے لگتی ہیں۔ دوسری کے واقعہ اور اسامہ بن لادن کے حوالے سے ملالہ صفحہ نمبر ۷۶ پر لکھتی ہیں کہ میرے والد کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ فوج اسامہ بن لادن کے ٹھکانے کے متعلق کیسے غافل رہ سکتی ہے۔ صفحہ ۷۷ پر وہ لکھتی ہیں کہ میرے والد نے اسے ایک شرمناک دن قرار دیا۔ ایک بدنام زمانہ دہشت گرد پاکستان میں کیسے چھپ سکتا ہے اور ابھی کئی برسوں تک باقی لوگ بھی یہی سوال پوچھ رہے تھے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی ایسا کیوں سوچے گا کہ ہماری انٹیلی جنس سروس کو بن لادن کے ٹھکانے کا علم ہوگا۔ آئی ایس آئی ایک بہت بڑی تنظیم ہے جس کے ایجنٹ ہر جگہ موجود ہیں۔ وہ شخص دارالحکومت سے صرف ۲۰ میل دور کیسے رہ سکتا ہے؟ وہ بھی طویل عرصہ سے! ممکن ہے کہ چھپنے کی سب سے بہتر جگہ نظروں کے قریب ہو لیکن وہ شخص ۲۰۰۵ء میں آنے والے زلزلے سے وہاں رہ رہا تھا۔ اس کے دو بچے ایبٹ آباد کے ہسپتال میں پیدا ہوئے اور وہ پاکستان میں ۹ سال سے موجود تھا۔

☆ ملالہ کی کتاب کے متنازع پہلو کیا سامنے آئے کہ میڈیا کو جیسے سانپ سوگھ گیا ہو، ہر طرف خاموشی، ٹی وی چینل نے اپنے اوپر تقریباً ایک ایسی خود ساختہ سنسر شپ لگا دی کہ کتاب کے متنازع اقتباسات سے لوگوں کو آگاہ کیا اور نہ ہی اس مسئلے پر کوئی بات چیت کی۔ وہ کچھ جو ملالہ کی کتاب میں لکھا گیا اگر کسی اور نے لکھا ہوتا تو ابھی تک کئی پریکٹس نیوز چل چکی ہوتیں، ٹاک شو پر ٹاک شو ہو چکے ہوتے، فتوے دیئے جا چکے ہوتے، مگر اب تک میری اطلاع کے مطابق صرف ایک ٹاک شو ہوا جس میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا، میڈیا کی تو ذمہ داری تھی کہ حقائق کو عوام کے سامنے رکھیں۔ ملالہ کو دنیا بھر میں میڈیا نے متعارف کروایا، اس کے دنیا بھر میں لاکھوں کروڑوں

میرے والد کے کالج میں اس موضوع پر گرما گرم بحث ہوئی، کئی طالب علموں نے دلیل دی کہ اس کتاب پر پابندی لگنا چاہئے اور اسے جلا دینا چاہئے جبکہ فتویٰ برقرار رہنا چاہئے۔ میرے والد نے بھی یہ کتاب دیکھی اور اسے اسلام مخالف قرار دیا لیکن وہ اظہار رائے کی آزادی پر بھرپور یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے تجویز دی کہ پہلے کتاب کو پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد کیوں نہ اپنی کتاب کے ذریعے اس کا جواب دیا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ کیا اسلام اتنا کمزور مذہب ہے کہ وہ اپنے خلاف لکھی جانے والی کتاب کو برداشت نہ کر سکے، میرا اسلام ایسا نہیں ہے۔ افغان جہاد کی حمایت کے متعلق جنرل ضیاء کی پالیسی کے حوالے سے ملالہ لکھتی ہیں کہ ضیاء کے دور میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے جہاد ہمارے مذہب کا پانچ ستونوں سے بڑھ کر چھٹا ستون بن چکا ہے۔ میرے والد کا کہنا تھا کہ دنیا کے ہمارے حصے میں جہاد کے اس آئیڈیا کی حوصلہ افزائی آئی اے نے کی تھی۔ کتاب کے صفحہ نمبر ۴۵ پر وہ لکھتی ہیں کہ ۱۹۹۷ء میں ۱۱۳ گشت کو ملک بھر میں پاکستان کا پچاسواں یوم آزادی منایا جا رہا تھا، پریڈ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا لیکن میرے والد اور ان کے دوستوں نے کہا کہ منانے کیلئے کچھ نہیں کیونکہ سوات نے صرف مشکلات کا سامنا کیا ہے کیونکہ اس کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہو گیا تھا۔ انہوں نے بطور احتجاج بازوؤں پر کالی پٹیاں باندھیں اور کہا کسی بات کا جشن نہیں منایا جائے گا۔ جس پر وہ گرفتار بھی ہوئے۔

ملالہ کہتی ہیں کہ قائد اعظم محمد علی جناح شیعہ تھے۔ جبکہ انہوں نے کتاب میں مذہبی جماعتوں کے سابقہ اتحاد متحدہ مجلس عمل کیلئے بھی منفی رائے کا اظہار کیا ہے۔ ۲۰۰۲ء کے انتخابات کا حوالہ دیتے ہوئے ان کا کہنا ہے کہ ہمارے صوبے میں انتخابات کے نتیجے میں ملا حکومت آگئی، ملالہ نے ایم ایم اے کا تسمیر اڑاتے ہوئے اسے ملاٹری الائنس کا نام دیا۔ پاکستان میں افغان جہاد کا حوالہ دیتے ہوئے ملالہ کہتی ہیں کہ پاکستان میں قائم ہونے والے اکثر مدرسے سعودی عرب کے فنڈز سے چلتے تھے اور بقول میرے والد یہ پاکستان میں عرب ثقافت کو فروغ دینے کا عمل تھا۔ لال مسجد کے معاملے پر ملالہ نے صفحہ نمبر ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ جس وقت سوات میں طالبان ابھر رہے

نے بھی ملالہ کو پاکستان کی وزیراعظم بننے کی حمایت کر دی۔ اسی دوران ملالہ سے دنیا بھر کی اہم ترین شخصیات ملنے کیلئے بے تاب نظر آئیں۔ دوسروں کے علاوہ امریکی صدر باراک اوباما اور ملکہ برطانیہ تک نے ملالہ کو ملاقات کیلئے بلایا۔ یہ سب کچھ پاکستانیوں کیلئے ایک خواب سا تھا مگر جب ملالہ کی کتاب سامنے آئی تو سارا معاملہ مشکوک ہو گیا، اب یہاں میڈیا کی ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ عوام کو بتائے کہ کتاب میں کیا لکھا ہے۔ کتاب میں متنازع اقتباسات کے بارے میں، میں نے پہلے ایک خبر دی اور پھر اس پر میں نے ایک کالم بعنوان ”کیا یہ وہی ملالہ ہے؟؟؟“ ۲۳ اکتوبر کو لکھا، مجھ سے کچھ دن پہلے ایک اور کالم نگار نے اس معاملے کو اجاگر کیا۔ مجھے یہ امید تھی کہ ملالہ کی کتاب کے تنازعات اپنی گتینی کی وجہ سے ہی وی جیتلو اور ناک شوز کیلئے اہم موضوع ہوں گے مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ ویسے بھی یہ میڈیا کی ذمہ داری تھی کہ کتاب سے متعلق حقائق کو عوام کے سامنے لائیں۔ جو بچے ملالہ بننے کی خواہش رکھتے ہیں انہیں یہ بتانا ضروری ہے کہ ملالہ نے اپنی کتاب میں کیا لکھا۔ اس بات پر بحث ہونی چاہئے کہ اس نے ملعون سلمان رشدی کی کتاب پر اپنے باپ کے حوالے سے آزادی رائے کے حق کی بات کیوں کی اور ایسا کرنا کیوں انتہائی غلط تھا۔ اسی طرح دوسرے معاملات جن کا ہمارے عقائد اور دین سے تعلق ہو اس کے متعلق متنازع بات کرنے کی ملالہ کو کیا ضرورت تھی۔ آخر ملالہ نے حضرت محمد ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے ﷺ لکھنے سے کیوں گریز کیا۔ میڈیا کو چاہئے کہ ان تازہ تنازعات کے بعد اب اس سارے معاملے پر بحث کی جائے تاکہ یہ تعین کیا جاسکے کہ کیا ملالہ اب قوم کی بیٹی بننے کے قابل رہی یا نہیں۔ اسے بڑے سے بڑا ایوارڈ ہی کیوں نہ ملے اور چاہے اس کیلئے وائٹ ہاؤس اور ہنگامہ پیلس کے دروازے چوبیس گھنٹوں کیلئے ہی کیوں نہ کھلے رہیں ذاتی طور پر تو نہیں چاہتا کہ میرے بچے کسی بھی طور پر ملالہ کی تقلید کریں اور اسے ہیرو کے طور پر دیکھیں۔ مگر میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ ہم ملالہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ ہمیں اللہ سے دعا کہ ساتھ ساتھ یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ملالہ کو ایسے لوگوں اور قوتوں سے بچایا جائے جو اسے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ مگر جب میڈیا ڈنڈی

مارے گا تو پھر عوام کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے والدین کو کیسے معلوم ہوگا کہ ملالہ کیسے لوگوں کے شکنجے میں پھنس گئی۔ مجھے کئی قارئین نے لکھا کہ ملالہ کو ہیرو بنانے والا میڈیا تھا اس لئے اب میڈیا اس کی کتاب کے متعلق حقائق سے عوام کو آگاہ کرنے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میڈیا میں بہت سوں نے صاف نیت سے ملالہ کے بارے میں لکھا اور بولا۔ اب ملالہ کی کتاب نے بہت سوں کو ایک شدید جھٹکا دیا اور کئی ایسے ہیں جن کو اس کتاب پر کوئی اعتراض نہیں، اس لئے ندامت کیسی، میڈیا کو چاہئے کہ ملالہ کے معاملے سے سبق سیکھیں اور عوام کو بھی اصل حقائق سے آگاہ کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو پھر یہ عوام اور ہمارے بچوں کے ساتھ دھوکے کے ساتھ ساتھ ملالہ کو اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کرنے والوں کے حوصلے بھی بلند ہوں گے۔ یہاں میں ملالہ اور اس کے حمایتیوں کے لئے بددعا کیں دینے والوں سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ملالہ سمیت ہم سب کو ہدایت دے اور سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! —————

بقیہ نفس اور شیطان کی فریب کاریاں

﴿لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَؤُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيْلًا إِلَّا حُجِبَ عَنْهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (التوبة: ۱۲۰)

”ایسا کبھی نہ ہوگا کہ اللہ کی راہ میں بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف وہ جھیلیں اور منکرین حق کو جو راہ ناگوار ہے اُس پر کوئی قدم وہ اٹھائیں، اور کسی دشمن سے (عداوت حق کا) کا کوئی انتقام وہ لیں اور اس کے بدلے ان کے حق میں ایک عمل صالح نہ لکھا جائے یقیناً اللہ کے ہاں محسنوں کا حق الخیر مت مارا نہیں جاتا ہے۔“

چنانچہ اللہ کے دشمن کو غصے میں جلانا اللہ کی محبوب اور مطلوب غایت ہے اور اس غایت میں اللہ کی موافقت کرنا کمال بندگی کی دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی نماز

میں بھول جانے والے آدمی کیلئے دو سجدے مشروع قرار دیئے اور فرمایا: ”اگر اس کی نماز مکمل بھی ہوئی تو یہ دو سجدے شیطان کیلئے رسوائی کا باعث ہوں گے۔“ (مسلم) چنانچہ جو شخص اللہ کی بندگی کیلئے اس کے دشمن کے سینہ میں بے بسی کی آگ بھڑکائے تو اسے صِدْقِیَّت کا ایک وافر حصہ نصیب ہو گیا، آدمی جس قدر اللہ سے محبت رکھے گا اور اس کے دشمن سے دشمنی کرے گا، اسے اسی اعتبار سے بندگی کی یہ صلاحیت ملے گی کہ وہ دشمن کو بے بس کر کے اس کے سینے میں آگ لگا سکے۔ یہ بندگی کا ایک ایسا دروازہ ہے جس سے بہت کم لوگ آشنا ہیں۔ جو شخص اس کا ذائقہ چکھ لے، وہ اپنے سابقہ ایام پر روئے گا۔ چنانچہ اللہ ہی سے مدد کا سوال ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کے کرنے کی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔

اس لئے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور نفس، خواہش اور شیطان سے بچنے کے لئے اللہ کے لئے کمال بندگی اپناؤ، اس کے سامنے آہ و زاری کرو اور اسی کی جانب دوڑو۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ ●

بقیہ حدیث ثقلین کا مفہوم

ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا مگر وہ اپنے آپ کو ”سید“ کہلوانا شروع کر دیتے ہیں۔ سید کہلوانے کا عام سا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بھی اہل بیت کے ساتھ ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اہل بیت سے نہ تو محض دعویٰ محبت سودمند ہے اور نہ ہی زبردستی ان کے ساتھ تعلق جوڑنا کچھ فائدہ دے گا۔ بلکہ یہ محبت اسی وقت فائدہ دے گی جب ان سے حقیقی محبت ہوگی اور شرعی دلائل کی روشنی میں ان کے نقش قدم پر چلا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ((مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)) ”جس شخص کے عمل نے اسے پیچھے چھوڑ دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں پہنچا سکے گا۔“ (صحیح مسلم: 2699) یعنی کامیاب ہونے کے لیے عمل صالح کا ہونا ضروری ہے۔ ایسا عمل جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو نہ کہ اپنی خواہشات پر مبنی ہو۔ ●

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کا تمسک بالحدیث

تحریر: جناب مولانا محمد یحییٰ گوندلوی

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ جہاں مجدد دین تھے وہاں اسلامی علوم کے ممتاز عالم تھے۔ ابتدا سے ہی ان کی زندگی ایسے گھرانے میں گزری جو علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ آپ کے والد ماجد شیخ عبدالوہاب فقہ حنبلی کے بہت بڑے عالم اور مفتی عصر تھے۔ شیخ کی تعلیم و تربیت بھی اسی نہج پر ہوئی جس نہج پر آپ کے والد چل رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے دس برس کی عمر میں جب کہ بچہ بالکل ناچختہ ذہن ہوتا ہے قرآن حکیم حفظ کر لیا، اس کے بعد مختلف بلاد و ممالک میں گھوم پھر کر علم حدیث حاصل کیا۔ بیس برس کی عمر کو پہنچتے وقت آپ قرآن و سنت اور فقہی علوم میں ماہر ہو چکے تھے۔ آپ نے بھی اپنی زندگی امام الائمہ احمد بن حنبلؒ کے مذہب پر بسر کی اور ہمیشہ فقہ حنبلی کے پابند رہے گو آپ نے قوم کے سامنے جو دعوت رکھی وہ تقلیدی جمود کے خلاف تھی اور وہ دعوت تقلیدی جمود کے خلاف کیسے نہ ہوتی جبکہ اسلام میں سب سے زیادہ رخنہ اندازیاں تقلید شخصی کی مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کی وجہ سے ہیں۔ جب بھی کسی داعی یا مجدد نے دعوت الہی کو پھیلانا چاہا تو ان لوگوں کا یہی جواب ہوتا ہے:

﴿اَنَا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ امَةٍ وَآنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ﴾ (القرآن)

یعنی ہمارے اکابر اس قسم کی بیماریوں میں مبتلا تھے اور ان کا طریق و نہج یہی تھا جس پر ہم چل رہے ہیں اس لیے ہم تو ان کی اتباع کرتے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شیخ کی دعوت اسی جمود کے خلاف تھی جس کی وجہ سے صحیح اسلامی آثار و نقوش ختم ہوتے جا رہے تھے اگر ایک طرف قبر پرستی۔ اسلاف پرستی جیسی لعنتیں موجود تھیں تو دوسری طرف تقلید بھی بام عروج پر تھی۔ ہر ایک شخص ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کو اپنا امام اور مقتدا تسلیم کرتا اور پھر اس کی ہر بات پر مر مٹنے کو تیار ہوتا خواہ وہ بات سنت مصطفوی کے موافق ہو یا نہ ہو۔ شیخ نے ان مقلدین کے خلاف جہاد کیوں نہ کیا اور ان کے خلاف آواز کو بلند کیوں

نہ کیا؟ اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک تو شیخ دوسرے علماء کی طرح تقلید کو جائز سمجھتے تھے اس لیے آپ امام احمد کے مسلک و طریقہ پر قائم اور کاربند رہے۔ دوم شیخ نے سمجھا کہ یہ اختلافات فروعی ہیں اور ان اختلافات کا اسلام متحمل ہو سکتا ہے اور اسلام میں اتنی قوت موجود ہے کہ فروعی اختلافات کے نزاع کو برداشت کر سکے۔ لیکن قبر پرستی، غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز، اکابر کے مقبروں کا طواف کرنا اور ان کے سامنے جا کر اپنی مٹیں اور سماجیت پیش کرنا، یہ سراسر اسلام کے خلاف ہیں بلکہ یہ بعینہ وہ شرک ہے جس شرک کو روکنے کے لیے آنحضرت ﷺ اس شرک کدہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں توحید الہی کے بالکل ناموافق تھیں اس لیے شیخ نے اس مسئلہ کے خلاف آواز بلند کی اور فروعی اختلافات کو درخور اعتناء نہ سمجھا یا مصلحت وقتی کے تحت یا پھر اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ فروعی مسائل میں اسلام اختلافات کی اجازت دیتا ہے اور یہ اختلافات عہد صحابہ کرام سے چلے آ رہے ہیں، نہ چھیڑا اور خود فقہ حنبلی پر تاحیات قائم رہے۔

دکتور محمد الہمی وہابیوں کا نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی تحریک مذہب معین کو قائم اور مضبوط کرنے کے لیے تھی اور وہ مذہب امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے۔

لیکن یہ بات قطعاً غلط ہے، شیخ نے کبھی بھی مسلک حنابلہ کی تبلیغ نہیں کی اور نہ ہی آپ نے اپنے متبعین کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ضرور مسلک حنبلی کو اپنائیں بلکہ ان کا نقطہ نظر بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ لوگ توحید باری تعالیٰ سے بالکل نا آشنا ہیں اس لیے لوگوں میں پہلے توحید کی روح پھونکی جائے۔ دکتور محمد ظلیل ہراس ”الحركة الوهابية“ میں رقم طراز ہیں کہ تحریک وہابی فروعی مسائل میں اجتہاد کے لیے قائم نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ تو اصول کی تصحیح اور درستگی کے لیے قیام عمل میں آئی تھی۔ مقصد یہ ہے کہ جب لوگ اصولوں سے ہی ناواقف ہیں تو پھر ان کو فروعی مسائل میں کیوں

البتہ دیا جائے، بلکہ ان میں اصولوں کی تشہیر کی جائے جن اصولوں پر اسلام کی اصل بنیادیں کھڑی ہیں اور جن کے سقوط کے ساتھ اسلام ختم ہو کر رہ جائے گا۔ فروعیات کا معاملہ تو کھل ہوتا ہے ہر دور میں ان مسائل میں اجتہاد ہو سکتا ہے جیسے جیسے مسائل پیدا ہوتے جائیں گے اسی تقاضا اور حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ علماء کی ٹیم کو بھی بھیجتا رہے گا۔ لیکن اصولوں کا معاملہ تو ایسا ہوتا ہے کہ ان میں ذرہ بھر بھی تغیر و تبدل اور رد و بدل نہیں ہو سکتا۔

شیخ الاسلام نے اگرچہ اجتہادی مسائل میں اپنی توجہ مبذول نہیں فرمائی بلکہ اس کے باوجود وہ سنت نبوی کو واجب العمل سمجھتے تھے اور آپ سنت کی مخالفت مول لینے کے لیے کبھی بھی تیار نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے امام ابن حنبل کے مسلک کو اختیار کیا کیونکہ وہ مذہب مذاہب اربعہ میں سب سے زیادہ سنت کے قریب اور موافق ہے۔ شیخ احمد فرماتے ہیں کہ شیخ نے جب دیکھا کہ بہت سی احادیث ایسی ہیں جن پر سوائے امام احمد کے کسی دوسرے امام نے عمل نہیں کیا تو آپ نے فروعی مسائل میں اسی مسلک کو اقرب الی الصواب سمجھا اور اس مذہب کے پیرو ہوئے۔ لیکن آپ کا کسی مسلک کے پیرو ہونے کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ آپ نے دوسرے علماء مقلدین کی طرح جس کو اپنا امام تسلیم کر لیا اس کی ہر بات کو خواہ وہ کیسی ہو قبول کر لیا بلکہ آپ حنابلہ میں بھی رہتے ہوئے شیخین امام ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ کے طریق پر چلے۔ جس طرح شیخین حنبلی ہوتے ہوئے فروعی مسائل میں بھی تحقیق و تحسّس اور تتبع کرتے تھے کہ اگر وہ مسئلہ سنت کے موافق ہو تو ٹھیک ورنہ اس مسئلہ میں سنت پر عمل کرتے اور حنابلہ سے منفرد ہو جاتے یا پھر ابن قدامہ صاحب المغنی جو حنبلی مذہب کے بہت بڑے عالم اور شارح تھے جو ہر مسئلہ کو دلیل کی نہج پر رکھتے، اگر وہ مسئلہ سنت کے موافق آگیا تو بہتر ورنہ ارجح دلیل کی طرف رجوع کرتے اور اسی پر تمسک کرتے خواہ وہ فقہ حنبلی کے موافق ہو یا نہ (الحركة الوهابية)۔ بس یہی شان شیخ الاسلام کی تھی جس سے ان کی تصانیف بھری پڑی ہیں۔

ایک وجہ مذہب حنبلی کو اختیار کرنے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مذہب فقہیہ میں مذہب حنبلی تقریباً سب سے زیادہ وسیع ہے۔ بہت ہی کم مسائل ایسے ہیں جن میں امام

قضاء و قدر پر راضی رہنے والی

جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

تحریر

تھا۔ لہذا میں نے بچے کی والدہ کو ذہنی طور پر تیار کرنا شروع کیا اور اسے بتایا کہ اب تمہارے بیٹے کا زندہ رہنا بہت مشکل ہے۔ اگر اس کو دل کا دورہ نہیں بھی پڑتا تو بھی اس کے سر میں ورم ہو چکا ہے جس سے اس کی جان کو خطرہ ہے۔

اس خاتون نے پھر الحمد للہ کہا اور چلی گئی۔ میں نے دیکھا کہ اس خاتون کا اللہ رب العزت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس کے یہ الفاظ کہ ”اے اللہ! اگر اس بچے کی تندرستی میں خیر ہے تو میرے رب! اسے شفا عطا فرما۔“ اس کے ایمان باللہ کو ظاہر کرنے کے لیے کافی تھے۔ محترم قارئین! اس بچے کے مرض کی کہانی خاصی لمبی ہے مگر ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ طبی نقطہ نظر سے اس بچے کی موت ایک سے زیادہ مرتبہ واقع ہو چکی تھی لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ میں نے محسوس کیا کہ اس بچے کی والدہ نہایت صابرہ اور شاکرہ خاتون ہے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ بچے کے گردوں نے کام کرنا بند کر دیا۔ اب ہمارا یہی تجزیہ تھا کہ اس بارتو یہ نہیں بچے گا۔ میں نے پھر ہمت کر کے اس کی والدہ کو بتایا۔ اس نے ہمیشہ کی طرح ”الحمد للہ“ کہا اور چلی گئی۔

یہ بچہ چار ماہ تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہا کہ اچانک ایک دن بچے کو عجیب و غریب مرض لاحق ہو گیا۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا خطرناک مرض نہیں دیکھا۔ ہم ڈاکٹر لوگ بہت پریشان تھے، اس کے سینے پر سوجن ہو گئی تھی۔ ہم نے سارے جتن کر ڈالے مگر بچے کی حالت بتدریج خراب ہوتی چلی گئی۔ میں نے اس کی والدہ سے کہا: اب تمہارے بیٹے کے زندہ رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس کی والدہ نے حسب سابق ”الحمد للہ“ کہا اور کہنے لگی: ”اے میرے رب! اگر اس بچے کے زندہ رہنے میں خیر ہے تو اسے زندگی عطا فرما۔“ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ اب بچے نے بولنا، سننا اور دیکھنا بھی بند کر دیا، وہ حرکت کرنے سے بھی قاصر تھا۔ مگر اس کی صابرہ والدہ بچے کے ساتھ چپکی ہوئی اس کی صحت یابی کے لیے دعائیں کر رہی تھی۔

قارئین کرام! کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کی والدہ کے پاس ایک ہی سہارا تھا اور وہ تھا اپنے مولا سے دعا کا سہارا۔ بالآخر اس کی التجائیں رنگ لے آئیں۔

ہوگا۔ یقیناً رونا، چیخ و پکار اور شور و غل؟ مگر یہ عظیم خاتون نہ تو چیخی، نہ روئی اور نہ اس نے کہا: ڈاکٹر صاحب! آپ کی وجہ سے میرے بیٹے کی حالت سخت خراب ہو گئی ہے۔ بلکہ اس نے نہایت صبر و تحمل سے میری بات سنی اور کہنے لگی: الحمد للہ! پھر مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

بچہ انتہائی نگہداشت کے کمرے میں تھا۔ دس دن کے بعد بچے نے تھوڑی سی حرکت کی تو ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بچے کے دماغ کی حالت معقول ہے۔ بارہ دن کے بعد بچے کے دل نے پھر حرکت کرنا چھوڑ دی۔ ہم نے پھر اس کے دل پر مساج کرنا شروع کر دیا۔ 45 منٹ تک ہم دل کو ملتے رہے مگر اس نے حرکت نہ کی۔ میں نے اس کی والدہ سے کہا: اب امید کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔ بچے کی والدہ نے سنا تو بجائے رونے دھونے کے کہنے لگی: الحمد للہ! اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہنے لگی:

”اللهم ان كان في شفائه خير فاشفه يارب“

”اے اللہ! اگر اس بچے کی تندرستی میں خیر ہے تو میرے رب اسے شفاء عطا فرما۔“

یہ ایک ایک معجزہ رونما ہوا کہ اس بچے کے دل نے ایک بار پھر حرکت شروع کر دی۔ ایک دفعہ پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جہاں تک اولاد کے معاملے میں ماں کی خوشی کا تعلق ہے اس کا اندازہ آپ بخوبی کر سکتے ہیں۔

وقت گزرتا چلا گیا۔ بچے پر کئی طرح کی کیفیات آتی رہیں۔ اس کی حالت بہتر ہو جاتی اور کبھی کافی خراب ہونے لگتی مگر اس کی والدہ نہایت مطمئن نظر آتی۔ اس کا اکثر وقت دعائیں گزرتا۔

ساڑھے تین ماہ گزر گئے اور بچہ مسلسل انتہائی نگہداشت کے کمرے میں ہی رہا۔ اس کے سر میں ورم ہو گیا۔ ڈاکٹروں کی ٹیم مسلسل علاج کرتی رہی مگر دن بدن بچے کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق بچے کا بچتنا محال تھا۔ چونکہ میں ICU کا نگران

اس واقعہ کے راوی ایک بڑے ہسپتال کے شعبہ امراض قلب کے سربراہ ہیں، وہ اپنے ایک لیکچر میں فرماتے ہیں:

یہ منگل کا دن تھا جب میں ڈھائی سال کے ایک بچے کے آپریشن سے فارغ ہوا۔ اگلے روز اس بچے کی صحت قدرے بہتر تھی اور وہ کھیل رہا تھا۔ ساتھ ہی اس کی والدہ بیٹھی کافی مطمئن لگ رہی تھی۔ میں نے بچے کا چیک اپ کیا اور مجھے بھی اطمینان ہوا۔ جمعرات کے روز ٹھیک سوا گیارہ بجے نرس دوڑتی ہوئی آئی اور کہنے لگی: ڈاکٹر! ڈاکٹر! اس بچے کی سانس رک گئی ہے۔ لگتا ہے دل نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ میں فوراً سارے کام چھوڑ کر اس بچے کی طرف دوڑا۔ میں نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا اور اسے آہستہ آہستہ ملنا شروع کیا۔ کم و بیش 45 منٹ تک میں اس کے دل کا مساج کرتا رہا۔ اس دوران اس کے دل کی دھڑکن بند رہی۔ مگر اللہ رب العزت نے اسے نئی زندگی عطا کی اور اس کے دل نے آہستہ آہستہ حرکت کرنا شروع کر دی۔ میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور مجھے جب مکمل تسلی ہو گئی تو اس بچے کے لواحقین کو اس کی صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔

اگر مریض کی حالت زیادہ خراب ہو اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو تو والدین کو اس کے بارے میں بتلانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ دل پر پتھر رکھ کر والدین کو مطلع کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہوتا ہے کہ والدین کو معلوم ہو کہ ان کے پیارے کی کیا حالت ہے۔ میں نے بچے کے والد کے بارے میں معلوم کیا مگر اس کی کوئی خبر نہ ملی۔ البتہ بچے کی والدہ موجود تھی۔ میں نے اسے بتایا کہ بچے کی حرکت قلب بند ہونے کا سبب یہ تھا۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس کے دماغ کی طبیعت موت واقع ہو چکی ہے۔

قارئین کرام! اگر کسی ماں کو بتایا جائے کہ اس بچے کے دماغ کی طبیعت موت واقع ہو چکی ہے تو اس کا کیا رد عمل

کم و بیش آٹھ ماہ کی شدید بیماری کے بعد ایک دن ایسا آیا کہ وہ بچہ بالکل تندرست ہو گیا اور اپنی والدہ کے ساتھ اسپتال میں دوڑ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اسے کوئی بیماری ہے۔

ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن میں اسپتال میں تھا کہ ہمارے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ کمرہ انتظار میں ایک آدمی، اس کی بیوی اور دو بچے بیٹھے ہیں اور وہ آپ سے ملنے کے خواہاں ہیں۔

میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں۔ میں ان کو ملے گیا تو انہیں دیکھ کر پہچان گیا کہ وہی بچہ ہے جس کا ہم علاج کرتے رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بچہ بالکل تندرست اور توانا ہے۔ بالکل خوبصورت پھول کی طرح، شوخ، چمٹل ہر قسم کی بیماری سے پاک، والدین کے پاس کھیل رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا نومولود بھائی بھی ہے۔ اس کے والدین نہایت محبت سے ملے۔ وہ میرا شکریہ ادا کرنے آئے تھے۔ میں نے نومولود کی طرف اشارہ کر کے مزاحاً اس کے والد سے پوچھا کہ اس کا اولاد میں کون سا نمبر ہے۔ 13 یا 14 نمبر میں خود ہی گنتا چلا گیا۔

میں نے باپ کی طرف دیکھا، اس نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھا اور پھر کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب! یہ میرا دوسرا بیٹا ہے اور بڑا بیٹا وہی ہے جس کا آپ علاج کرتے رہے ہیں۔ وہ میری شادی کے 17 سال کے انتظار کے بعد پیدا ہوا تھا۔ میں اسے علیحدہ کمرے میں لے گیا اور کہا کہ دوست! میں نے اپنی تمام زندگی میں تمہاری بیوی سے زیادہ صابرہ اور شاکرہ عورت کوئی نہیں دیکھی۔ سترہ سال کے انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاں پھول کھلایا مگر وہ بچہ جس قسم کے امراض میں مبتلا تھا اور اس عورت نے جس محبت و محنت اور صبر سے اس بچے کی تیمارداری کی اس کی مثال بڑی مشکل سے ملتی ہے۔

اس کے خاوند نے میرا بازو تھام لیا اور کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب! میری اس خاتون سے شادی 19 سال قبل ہوئی تھی۔ اس خاتون نے شرعی عذر کے بغیر کبھی نماز تہجد ترک نہیں کی۔ میں نے کبھی اسے جھوٹ بولتے، شغل و مذاق کرتے یا کسی کو بُرا بھلا کہتے نہیں سنا۔ میں جب بھی

گھر جاتا یہ ہمیشہ نہایت خوش دلی سے میرا استقبال کرتی۔ اس کی زبان پر ہر وقت میرے لیے اور گھر کی خیر و برکت کے لیے دعائیں ہوتیں۔ ایک اتنی محبت کرنے والی خاتون، اللہ کا خوف رکھنے والی اس کے سامنے جھکنے والی اور رو رو کر دعائیں مانگنے والی خاتون پر میں سوتن کیسے لاتا۔ میں اس کا دل دکھانے کے لیے تیار نہیں تھا۔ شوہر نے میرے سوال کا جواب خود ہی دے دیا اور میں ورطہ حیرت میں ڈوب گیا۔



بقیہ نواب صدیق حسن خاں

جو اس امت کے اکابر ائمہ اور قابل اعتماد لوگ ہیں۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ، ۲۳ فصلوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ ذیلی عناوین کی تعداد ایک سو (۱۰۰) ہے۔ (مدت تالیف: دو یوم، ۲۹، ۳۰/ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ)

دعایہ الایمان الی توحید الرحمن: حضرت نواب صاحب نے اس کتاب میں توحید و شرک کے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب مقدمہ اور ۷ ابواب پر مشتمل ہے اور ذیلی عنوانات کی تعداد دو سو پچاسی (۲۸۵) ہے۔ حضرت نواب صاحب نے اس کتاب کی تالیف ۲۷/ محرم ۱۳۰۴ھ کو شروع کی اور ۴/ صفر ۱۳۰۴ھ کو مکمل ہوئی۔ لہذا ۸ دن میں اس کتاب کی تکمیل ہوئی۔

التفکیک عن انہما التشریک: رسالے میں شرک کی اصغر و اکبر میں صمیم اور قیامت کے دن مسئلہ شفاعت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ضمناً بعض دیگر مسائل قبر پرستی اور زیارت قبور وغیرہ کو بھی مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ دو فصلوں اور (۷۵) ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ (مدت تالیف: ایک یوم، ۶/ شوال ۱۳۰۵ھ، بروز بدھ)

عقیدہ السنی: اس رسالے میں کوئی باب اور فصل نہیں۔ ایک سو (۱۰۰) ذیلی عنوانات دے کر رسالہ ترتیب دیا گیا ہے۔ (مدت تالیف: دو یوم، ۲۵، ۲۶/ شعبان ۱۳۰۵ھ، بروز سوموار منگل)

الاحتواء علی مسألة الاستواء: اس رسالے میں مسئلہ استواء علی العرش پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ حضرت نواب صاحب فرماتے ہیں: ”ہندوستان میں حنفی مذہب کے رواج کی وجہ سے

یہاں ماترید یہ رائج ہیں۔ اس لیے بعض قبیحین سنت نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اردو زبان میں ایک مختصر رسالہ لکھا جائے جو اہل حدیث کے طریقے کے موافق ہو اور اس سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کے متعلق ضروری باتیں بہ خوبی دریافت ہو سکیں اور اہل اتباع اس کی اقتدا کریں۔ چنانچہ ان کے حسب فرمائش میں نے یہ رسالہ لکھا۔ یہ رسالہ ۱۲ فصلوں اور ۱۱۶ ذیلی عناوین پر مشتمل ہے۔ دیاچہ علیحدہ ہے۔ یہ رسالہ حضرت نواب صاحب نے ۱۲۸۳ھ میں تالیف کیا اور ۱۲۸۸ء میں لکھنؤ میں طبع ہوا۔ **المعتقد المنقذ:** حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور، اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

”اس رسالے میں سلف اور اکابر اہل سنت و جماعت کے عقائد کا بیان ہے۔ نیز اس میں بعض شرکیہ و کفریہ کلمات اور ریاکاری کی بعض سورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے اس رسالے میں اہل سنت کے ہر گروہ اور ہر جماعت کے بارے میں عالم کے دینی عقائد کو الگ الگ فصلوں میں تحریر کیا ہے۔“

یہ کتاب ایک مقدمہ، ۱۹ فصلوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۵ھ میں حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ میں مطبع انصاری دہلی سے ۳۲۸ صفحات میں شائع ہوئی تھی۔

حضرت نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کے یہ ۱۵ رسائل ”مجموعہ رسائل عقیدہ“ کے نام سے دار ابی الطیب (گوجرانوالہ) نے شائع کیے ہیں۔ یہ ادارہ محترم المقام مولانا عارف جاوید محمدی رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی کام کر رہا ہے۔ محترم محمدی صاحب علمائے اہلحدیث سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی خدمت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور اس کام کو انجام دینے والے تمام معاونین کو اجر جزیل عطا فرمائے۔



دعاء صحت

مرکزی جمعیت اہلحدیث جزانوالہ کے رکن ماسٹر محمد جمیل (68 گ۔ ب والے) اور راقم الحروف کے نانا چوہدری محمد حنیف صاحب ان دنوں علیل ہیں۔ تمام احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ صاحبزادہ شیخین توحیدی

الاعتقاد من أدران الالحاد کا ترجمہ ہے۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ، ۸ فصلوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ ذیلی عناوین کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔ (مدت تالیف: ایک یوم ۷/شوال ۱۳۰۵ھ بروز سوموار)

فتح الباب لعقائد اولی الالباب: حضرت نواب صاحب اپنے اس رسالے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس رسالے میں معتقد علیہ کتابوں کے طرز پر عقائد اسلام کو بیان کیا گیا ہے اور ہر مسئلے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ جس عقیدے میں اہل علم کا اختلاف ہوا ہے وہاں رائج قول یعنی کتاب و سنت کو پیش نظر رکھا ہے اور ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے عقائد کو پیش کیا گیا ہے، کیونکہ انہی کا سمجھا ہوا متفقہ عقیدہ صحیح عقیدہ ہے اور انہی کے عقائد پر چل کر ہدایت مل سکتی ہے۔ (مدت تالیف: سات یوم ۱۲/جمادی الثانی تا ۱۸/جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ)

الانفکاک عن مراسم الاشوک: یہ رسالہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا انحصار ہے۔ اس میں پہلے شرک کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اس میں شرک کی چار اقسام کا بیان ہے۔

دعوة الداع الی ابصار الاتباع علی الاتباع: مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی نے ایک کتاب عربی میں بنام رد الاشراک تالیف کی جو دو ابواب پر مشتمل تھی۔ پہلے باب میں توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت ہے۔ دوسرے باب میں اتباع سنت اور اجتہاد بدعت کا بیان ہے۔ باب اول کا ترجمہ حضرت شاہ اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان کے نام سے کیا۔ تقویۃ الایمان کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ جبکہ باب دوم کا ترجمہ شاہ صاحب کے ایک شاگرد مولانا محمد سلطان خان نے تذکیر الاخوان کے نام سے کیا۔ یہ رسالہ دعوة الداع دراصل تذکیر الاخوان کی تلخیص ہے۔ یہ کتاب ۷ ابواب اور ایک سو (۱۰۰) ذیلی عناوین پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ حضرت نواب صاحب نے یکم شوال ۱۳۰۵ھ کو بروز شنبہ مکمل کیا۔

سائق العباد الی صحة الاعتقاد: یہ رسالہ دراصل نواب صاحب ہی کے اپنے ایک عربی رسالے العقائد الی العقائد کا ترجمہ ہے۔ حضرت نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اس مختصر رسالے میں صرف عقائد سلف کا بیان ہے،



جناب ملک عبدالرشید عراقی

نواب صدیق حسن خان کے مجموعہ رسائل عقیدہ

مصنف: امام العصر علامہ نواب صدیق حسن خان
توقی بنیہ (۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء)
تسہیل و تخریج: حافظ عبداللہ سلیم، حافظ شاہ محمود
۳ جلد، مجموعی صفحات (۱۸۰۳) قیمت: ۲۱۰۰ روپے
ناشر: دار ابی الطیب، گل روڈ، گلی نمبر ۵، حمید کالونی
گوجرانوالہ 055-3823990

حضرت والا جاہ نواب صدیق حسن خان رضی اللہ عنہ کی شخصیت بڑی جامع الصفات تھی، ان کے افکار و خیالات نہایت بلند اور ان کے کاموں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ ان کی تصنیفات کے موضوعات سے ان کے تنوع اور سحر علم، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت نواب صاحب نے تفسیر قرآن، حدیث نبوی رضی اللہ عنہ، تاریخ و سیر، فقہ، عقائد، سیاست، ردود، تقلید و اتباع، اخلاق اور علوم و ادب پر عربی، فارسی اور اردو میں ۲۲۲ چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

حضرت نواب صاحب بحیثیت مجموعی ایک بلند پایہ عالم دین، مفسر قرآن، محدث، مؤرخ، محقق، مجتہد، دانشور، انشا پرداز، اعلیٰ درجے کے مصنف اور نیک خصلت انسان تھے۔ حضرت نواب صاحب نے یکم رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۸۹۰ء بھوپال میں وفات پائی۔ عیسوی حساب سے ۵۷ برس اور قمری حساب سے ۵۹ برس عمر پائی۔

حضرت نواب صاحب کی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اور اس کتاب میں (۱۵) رسائل ہیں، ان سب رسائل میں توحید باری تعالیٰ کا اثبات، شرک و بدعت کی تردید اور دیگر عقائد اہل سنت کا بیان ہے۔ ذیل میں اس مجموعے میں مندرجہ حضرت نواب صاحب کے رسائل کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

تعلیم الایمان: اس رسالے میں ایمان کا کل اور (۵۰) ذیلی عناوین کے تحت ایمان کے متعلق مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ رسالے کا آغاز حدیث جبریل سے ہوتا ہے۔ اس کتابچے کی مدت تالیف ۲ یوم ہے اور اسے

۹/جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ بروز منگل اور بدھ کو تصنیف کیا گیا۔
الوہ المعقود لتوحید الرب المعبود: اس رسالے میں توحید کے جملہ مسائل کو ۵۶ ذیلی عناوین کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اس رسالے کی مدت تالیف ۲ یوم ہے اور اسے ۲۹/شعبان ۱۳۰۵ھ، جمعہ اور ہفتے کو تصنیف کیا گیا۔

اخلاص الفؤاد الی توحید رب العباد: یہ رسالہ دو فصلوں اور ۴۵ ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے میں نواب صاحب نے اسلامی ممالک اور ہندوستان میں شریک امور اور بدعات و محدثات وغیرہ کی کتاب و سنت کی روشنی میں تردید کی ہے۔ (مدت تالیف: ۵ یوم، ۱۳ تا ۱۷ شوال ۱۳۰۵ھ بدھ تا اتوار)

النصح السید لوجوب التوحید: اس رسالے میں اثبات توحید اور رد شرک کا بیان ہے۔ بعض اہل علم نے امام محمد بن علی شوکانیؒ سے توحید اور شرک کے بارے میں کچھ سوالات کیے تھے، امام شوکانی نے ان سوالات کے جو جوابات دیے تھے، وہ جوابات ایک رسالے کی شکل میں شائع ہوئے۔ حضرت نواب صاحب نے اس رسالے کا ترجمہ کر کے شائع کیا۔ یہ رسالہ چار مباحث اور ۶۵ ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔ (مدت تالیف: ۲ یوم، ۱۵/شوال ۱۳۰۵ھ بروز سوموار، منگل)

اخلاص التوحید للحمید المجید: اس رسالے میں توحید کو اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ شرک کی پر زور تردید کی گئی ہے، کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ یہ رسالہ ۶ فصلوں اور ایک سو (۱۰۰) ذیلی عناوین پر مشتمل ہے۔ (مدت تالیف: ۵ یوم، ۹ شوال تا ۱۳ شوال ۱۳۰۵ھ، بروز بدھ تا اتوار)

ملاک السعادة فی افراد اللہ تعالیٰ بالعبادة: یہ رسالہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے اور الحاد کی کند کیوں سے عقیدے کی تطہیر کے موضوع پر تصنیف کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ دراصل امام محمد بن اسماعیل امیر صنعانی تطہیر

اور اخوت میں دوسروں سے زیادہ ہی آگے دیکھا۔

(۵) گوروں کے خلاف جو میرا عام نظریہ تھا وہ اس صبح بدل چکا تھا، میں آپ کے سامنے وہ چیزیں پیش کر رہا ہوں جو میں نے اس ہوٹل میں آدھی رات کے قریب تحریر کی تھیں۔ ”میں اپنے دل کی گہرائی سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لوگ سفید (گورے) ہی ہیں کیونکہ ان لوگوں نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا گویا میں ان کا بھائی ہوں اور بزرگ ڈاکٹر صاحب نے تو ایسا معاملہ کیا جیسے میں ان کا بیٹا ہوں، اور واقعی مجھے لگتا ہے کہ یہ میرے باپ ہیں۔ ظاہر میں وہ ایک تجربہ کار سیاسی لگ رہے تھے اور ڈپلومیٹک کا ہر معنی ان کے اندر تھا، انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ کی نسل میں گورے کالے دونوں قسم کے لوگ ہیں اور اسلامی دنیا میں رنگ کو لے کر کوئی مشکل پیش نہیں آتی، سوائے ان جگہوں کے جہاں مغرب کی تاثیر ہے۔ اگر عالم اسلام میں رنگ و نسل کا معاملہ کہیں کھڑا ہوتا ہے تو اتنا نہیں ہوتا جتنا کہ وہ جگہ مغرب سے متاثر ہے بلکہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

(۶) مکہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ یہ پرانے زمانے کا شہر لگ رہا ہے، پھر ڈرائیور آہستہ آہستہ میڑھی میڑھی گلیوں میں لے کر گھسا جس کے کنارے کنارے دکانیں، بیس، کار اور ٹرک وغیرہ ایک لائن سے نظر آرہے تھے، یہ گلیاں ہزاروں حاجیوں سے بھری ہوئی تھیں، معلم جہاں میرا انتظار کر رہا تھا وہاں لے جا کر گاڑی کو روکا اور حرم کے کنارے گاڑی چھوڑ دی، پھر وضو کر کے ہم حرم شریف میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کعبہ کے ارد گرد کی شاندار مسجد ایسی عظیم لگ رہی ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا، میری تو خوشی کی انتہا نہ رہی، اپنا جوتا لے کر معلم کے پیچھے پیچھے چلا، پھر میں نے کعبہ کا دیدار کیا، کالے پتھر سے بنا حرم کے وسط میں عظیم الشان گھر جسے ہزاروں حاجی مرد و عورت، چھوٹے بڑے اور مختلف رنگوں کے لوگ گھیرے ہوئے تھے۔ لگتا تھا کہ میرا وجود جیسے سن ہو رہا ہے، معلم مجھ کو لے کر اس ہجوم میں گھسا، لوگ طواف کر رہے ہیں، دعا کر رہے ہیں، ان کے چہرے ایمان سے بھرپور ہیں، ان میں بوڑھے اور ایسے لوگ بھی ہیں جن کو دوسرے لوگ سہارا دیتے ہیں، اس کے بعد ہم نے زمزم کا پانی پیا اور پھر ہاجرہ کی یاد دہراتے ہوئے صفا اور مردہ کی سعی کی جب

ایک سیاہ فام امریکی ہیر و مالکوم اکس (Melcolm X) کے تاثرات ج

حج نے مجھے مختلف گمراہیوں سے بچالیا

(۳) ڈاکٹر عزام جنہوں نے اس کی جدہ میں مدد کی تھی، ان کے بارے میں کہتا ہے کہ انہوں نے میرا بیگ اور پاسپورٹ واپس کر کے کار میں اپنے بغل میں مجھے بٹھایا اور مجھے جدہ کی سڑکوں میں لے کر گھس گئے۔ میں دو کپڑے (احرام کے کپڑے) اور جوتے میں تھا، اس کے اخلاق کی وجہ سے میں اپنے اور اس کے درمیان کوئی فرق نہیں محسوس کر پایا، عربی کرم اور سخاوت کے بارے میں صرف سنا تھا مگر جب دیکھا تو تصور سے بھی زیادہ پایا۔ ڈاکٹر عزام کے گھر ہم لوگ صبح سویرے پہنچے، تو دیکھا کہ ڈاکٹر عزام کے والد اور ان کے چچا (دو ساز) اور ان کے دوست میرا استقبال کرنے کیلئے صبح ہی بیدار ہو گئے تھے، لوگوں نے باری باری مجھ کو محبت سے گلے لگایا، جب کہ میں نے اس سے پہلے ان لوگوں کو دیکھا تک نہیں تھا، مجھے گلے لگایا اور میری بڑی عزت کی، میں کہوں گا کہ ایسی عزت اور فیاضی میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی تھی۔ امریکہ میں ایک کالا آدمی ہونے کے ناطے میری زندگی میں یہ بات پیدا ہی نہیں ہوئی کہ میں کسی ایسی خدمت کا تصور کر سکتا جو خالص اللہ کی رضا جوئی کیلئے کی جاتی ہو۔

جس ہوٹل میں میں آیا اس میں اجتماعی سونے کے حال میں لمبے چوڑے بستر بچھے ہوئے تھے، اس صبح گویا میں اپنی زندگی کے ان تھوڑے لمحوں میں چلا گیا تھا جن لمحوں میں میں نے اپنی کمزوری کا احساس کیا تھا، شاید کوئی امریکی گورا آدمی ہی ایسا تصور کر سکتا ہو۔ بادشاہ کے قریبی، مشیر کار اور حکومتی سطح کے لوگوں نے اپنی خاص عنایت میرے لئے صرف کی، تاکہ میں آرام سے رہوں اور یہ سب بغیر کسی لاچ کے تھا۔

ہم امریکہ میں جب گورا آدمی کہتے ہیں تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا معاملہ کالے لوگوں سے یا جو گورے نہیں ہیں الگ ہے، اور ان لوگوں کے کچھ اور ہی مسائل ہیں مگر میں نے اسلامی دنیا میں سفید لوگوں کو بھائی چارگی

مالکوم اکس، ایک امریکی نوجوان ہے جو اصل میں زیدی ہے۔ وہ ایجا محمد کی فکر ”امۃ الاسلام“ گروپ کا بڈر تھا پھر اس گروپ کے انحراف سے آگاہ ہونے کے بعد اس سے الگ ہو گیا اور ایک مستقل جماعت کی بنیاد لی۔ وہ اسلام، انسان اور زندگی کے بارے میں سخت غلط فہمی کا شکار تھا، ان ہی غلط خیالات کو لے کر مکہ آیا اور اس کے بقول وہ مکہ سے جب رخصت ہوا تو اس کی دنیا بدل گئی تھی اور قیام مکہ کی یادیں ہمیشہ اس میں تازہ رہیں۔ یہ مالکوم اکس جو بعد میں حاجی مالک شہزاد کے نام سے جانا گیا، اس کی سیرت کے کچھ روشن پہلوؤں کا ذکر بیسا کہ اس نے اپنے نوٹ بک میں لکھا ہے، ان سے بہت سے حقائق کا انکشاف ہوتا ہے جو فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ظاہر ہوئی تھیں۔ وہ کہتا ہے:

(۱) میں پریشانی اور خوف محسوس کر رہا تھا اور میں سلامی دنیا کے بچے میں تھا جو کہ اسلام کا سرچشمہ ہے، قریب غما کہ میں ان کو امریکی پاسپورٹ دکھاؤں جو ایک رمز ہے ہر اس چیز کے خلاف جس کی اسلام دعوت دیتا ہے۔

(۲) میرا رہنما مجھے ایک کونے میں لے گیا اور اشارہ کر کے مجھے سمجھا رہا تھا کہ ابھی وہ نماز کی ادائیگی کی کیفیت دکھائے گا، سوچو! میں مسلم تھا اور امت اسلام (ایجا محمد) کا لیڈر تھا مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ نماز کیسے پڑھیں، میں اپنے رہنما کی نقالی کرتا تھا، اور لگ رہا تھا کہ سب لوگ مجھے ہی دیکھ رہے ہیں، دل میں یہ بات رہتی کہ پورے طور پر میں نماز نہیں پڑھ پایا، کیونکہ مغربی گھٹنے جو کرسیوں پر بیٹھنے کے عادی ہوں وہ مسلمانوں کے گھٹنے کی طرح آسانی سے نہیں مڑ سکتے۔

(۳) میں نے ہوائی اڈہ کے ریٹورنٹ میں ۷۰ کے قریب لوگوں کو دیکھا کہ زمین پر چار زانو ہو کر ایسے اطمینان اور خوشی سے کھا رہے ہیں جیسے وہ شاندار ہوٹل میں ہوں، یہ ایک ساتھ کھاتے، سوتے، ان کی ہر چیز سے انسانی وحدت کا پتہ چلتا تھا۔

جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی کا مکتوب گرامی!

مکرمی و محترمی جناب حافظ ثار مصطفیٰ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی کتاب ”صحابہ کرام کا نعتیہ کلام“ کئی دن ہوئے موصول ہوئی۔ میرا خیال ہے آپ پہلے اہل علم ہیں جنہوں نے اس موضوع پر لکھا۔ اللہ آپ کو اس عمل تحقیق پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ ماشاء اللہ آپ کا ایم فل کا مقالہ ہے۔ یہ مقالہ شائع کر کے آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ لوگ اس سے استفادہ کریں گے اور آپ کو دعائیں دیں گے۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

اخلاص کیش محمد اسحاق بھٹی



کالے آدمی پر یہ سب احسانات کئے جائیں گے؟

کچھ راتوں سے امریکہ میں رہ کر آنے والا ایک آدمی جو گورا تسلیم کیا جاتا ہے (وہ اقوام متحدہ میں ڈپلومیٹک، سفیر اور بادشاہوں کے ہمراہ رہنے والا آدمی ہے) اس نے مجھ پر اپنی خاص عنایت کی۔ اپنا بستر مجھ کو دیا، اس نے مجھے ملک کے حاکم کے بارے میں بتایا، شاہ کے فرزند نے خود میرے پاس فون کر کے مجھے بتایا کہ آپ میرے والد محترم کے حکم سے حکومت کے مہمان ہیں۔ مجھ کو شاہی پروٹوکول کا صدر خود محکمہ جج لے گیا جہاں قاضی محمد حرکان نے مجھے مکہ میں داخلے کی منظوری دی تھی۔ انہوں نے مجھے اسلام کے بارے میں دو کتابیں دیں جن پر ان کی مہر اور دستخط تھے اور اللہ سے دعا کی کہ مجھے امریکہ میں اسلام پھیلانے کی توفیق دے۔ ایک کار اور ڈرائیور اور ایک رفیق سفر کو میرے ساتھ کر دیا، ان کے ذریعہ اس مقدس سرزمین میں جہاں جانا چاہتا جا سکتا تھا اور جس جس شہر میں میں گیا حکومت نے میرے لیے وہاں ایئر کنڈیشن والی رہائش اور خدمت کرنے والے لوگوں کا انتظام کر دیا۔ یہ ایسی تکریم ہے جو امریکہ میں بادشاہوں کیلئے کی جاتی ہے نہ کہ کالوں کیلئے۔ اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔

آخر کار میں جدہ سے کوچ کر کے سمندر پر واقع لبنان کی دارالحکومت بیروت کی طرف روانہ ہوا تو میں اپنی یادوں اور انٹ نقوش کا ایک حصہ مکہ میں چھوڑ کر آیا تھا اور ایک حصہ اپنے ساتھ ہمیشہ کیلئے لیتے آیا۔



سمجھ لے گی کہ اللہ نے محمد ﷺ اور ابراہیم علیہ السلام کی زمین حقیقی اسلام کی طرف میری ہدایت کر دی ہے اور اللہ نے امریکہ کی نسل پرستی والے مسئلے کو اچھی طرح مجھے سمجھا دیا ہے۔ میری زندگی اس پیغام میں انقلابات کی ایک کڑی بن گئی تھی، میں نے اسے اپنے دل کی گہرائی سے لکھا تھا۔ ”میں نے اپنی زندگی میں مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کے درمیان اس سے سچی اخوت نہیں دیکھی۔ گزشتہ ایک ہفتے میں ان کی مہربانیوں کو دیکھ کر میں دنگ رہ گیا، اللہ کا میرے اوپر احسان ہے کہ میں نے بیت اللہ کا حج اور طواف محمد نام کے ایک معلم کے ہمراہ کیا، زمزم کا پانی پیا، صفا مروہ کی سعی کی، منی میں نماز پڑھی، عرفات میں تمام جگہوں سے آئے ہزاروں لوگوں کے ساتھ وقوف کیا، نیلی نیلی آنکھوں والے بھورے لوگوں سے لے کر کالے کالے افریقیوں تک اور ہر رنگ و طبقے کے لوگ تھے، ان کے ساتھ مناسک حج بھی اخوت اور وحدت میں ادا کیا۔ میں امریکہ میں اپنے تجربے کی روشنی میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ دونوں چیزیں (اخوت اور وحدت) گورے لوگوں میں ہوتا ہے، مگر اسلام نے ان کے سلوک سے گورے کے مفہوم کو نکال دیا ہے۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے ہر رنگ کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ رنگوں کی طرف نہ دیکھتے ہوئے سچی اور حقیقی بھائی چارگی میں زندگی گزار رہے ہیں۔

میں جو بات کہنے جا رہا ہوں اسے سن کر شاید آپ کو حیرانی ہوگی، لیکن جو میں نے اس حج میں دیکھا اور جو وقت گزارا اس نے میرے افکار کو پلٹ کر رکھ دیا، اور بآسانی اپنے پرانے ذہنی خیالات سے باز آنے لگا۔ ان مقدس مقامات میں گزرا ہوا ہر پل مجھے امریکہ میں ہو رہے گوروں اور کالوں کے امتیاز کے مسئلے کو اچھی طرح سمجھا رہا تھا اور یہ باور کر رہا تھا کہ امریکہ کے کالے آدمی کو اس کی نسلی احساس کمتری پر ملامت کرنے کا ہم کو کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ یہ صدیوں سے برداشت کی ہوئی گوری نسل پرستی کی آواز کا رد عمل ہے اور یقیناً یہ نسل پرستی امریکہ کو ایک دن خود نشی پر مجبور کر دے گی۔

میں ایسی تکریم سے محظوظ ہو رہا ہوں جس سے اپنی زندگی میں کبھی محظوظ نہیں ہوا تھا اور ایسی خاکساری اور تواضع کا احساس کر رہا ہوں جن کا اس سے پہلے کبھی احساس نہیں کیا تھا۔ کون یہ یقین کر سکتا تھا کہ ایک امریکی

وہ اپنے بیٹے اسماعیل کیلئے پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں، اس دن میں نے کعبہ کا تین بار جا کر طواف کیا۔ دوسرے دن فجر پڑھ کر ہم عرفات کیلئے نکلے، اور بار بار ”لبیک اللہم لبیک“ ”اللہ اکبر“ دہراتے رہتے تھے۔ مکہ سخت اور خشک گھاٹیوں اور چٹانوں سے گھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا، ایسی گھاٹیاں کہ آپ کو لگے گا جیسے وہ کونے کی ہیں۔

(۷) عرفات میں قیام کے دوران مجھے امریکہ میں چھوڑی ہوئی صرف وہی باتیں یاد آتی تھیں جو کہ ان چیزوں کے خلاف تھیں جن کو ہم نے اسلام میں پایا۔ میں عرفات میں تقریباً بیس حاجیوں کے ہمراہ ایک بڑے خیمہ میں بیٹھا، سب میری طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ یہ امریکہ سے مسلمان ہو کر آیا ہے، انہوں نے مجھ سے وہ باتیں پوچھیں جو حج میں میری توجہ کا خاص سبب بنیں۔ چنانچہ میں ان کے سوالوں کا جواب دینے لگا اور چند لوگ جو انگلش جانتے تھے دوسروں کو ترجمہ کر کے بتاتے تھے، میرا جواب سن کر سب حیران ہوئے مگر ان کے دل میں یہ بات اتر گئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اخوت اور مختلف رنگ و نسل کے انسانوں کی وحدت نے مجھے ایک اللہ کی قدرت کا یقین دلایا، میں نے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ان کو امریکی نسل پرستی اور اس کی برائی سے آگاہ کیا، تو سن کر وہ بہت متاثر ہوئے، وہ رحم دل اور حق و انصاف کا احساس کرنے والے مسلمان لگ رہے تھے، امریکہ کے کالے انسانوں کی پریشانی کا علم انہیں تھا، مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ اس حد تک ان کے یہاں انسانیت مفقود ہے اور اتنی دل آزار چیزیں وہاں ہیں۔ ان کو معلوم تھا کہ کائنات میں سب سے بری چیز نسل پرستی ہے، کیونکہ اس سے انسان کی عاجزی ظاہر ہوتی ہے، خاص طور پر مغرب میں جہاں لوگ تنہائی کی زندگی گزارتے ہیں۔

(۸) اس وقت تک میں نے اپنے ذہن میں ”عالم

اسلام میں رنگ و نسل کے عدم احساس کی وجہ دینداری اور انسانیت ہے“ کے متعلق ایک پیغام تیار کر لیا تھا اور یہ دونوں (دینداری اور انسانیت) ایسی صفات ہیں جن کا اثر میرے اوپر روزانہ ہوتا رہا اور جو میری فکر کو بدلتے رہے۔

یہ پیغام حقیقت میں میری بیوی کیلئے تھا، مجھے ایک پل کیلئے بھی یہ شبہ نہ ہوتا تھا کہ وہ صدمہ سے چھٹکارا پانے کے بعد اپنا موقف بدل کر میری رائے کو اپنانا لے گی اور یہ

1934ء کو علی گڑھ پہنچے۔ مولانا کی تقریر ہوئی، قادیانیت کے پرچے اڑ گئے اور مولانا کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ یونیورسٹی کے ارباب مرزائیت سے واقف ہو گئے۔ قادیانیوں کی آئندہ بھرتی روک دی گئی اور علی گڑھ کے طلباء میں قادیانی ایک گالی ہو گئے۔

حکیم عنایت اللہ نسیم کی شخصیت جامع صفات تھی۔ وہ ایک بہترین طبیب، صحافی، ادیب، نقاد، مؤرخ، شاعر اور خطیب تھے۔ اونچے مدبر، جنگ آزادی کے مجاہد، سیاسی رہنما اور اپنی ذات میں خود ایک انجمن تھے۔

علامہ اقبالؒ نے اپنے دو شعروں میں مرد مومن کی جو تصویر کھینچی ہے وہ حکیم صاحب پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل اس کی ادا و لفریب اس کی نگاہ دل نواز نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

حکیم صاحب کو پاکستان کی علمی و ادبی انجمنوں اور دینی حلقوں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ ایک صحافی، ادیب، مفکر اور سیاسی قائد کی حیثیت سے ایک دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے تھے۔ سیاسی میدان میں ان کا رشتہ مختلف رجحانات کے لوگوں سے رہا۔ اس لئے ان کے تعلقات برصغیر کے تمام علمی و سیاسی اکابرین سے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا اشرف علی، مولانا حسرت موہانی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا ظفر علی خاں، ڈاکٹر سیف الدین کپلو، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد جونا گڑھی، حمید نظامی، مولانا عبدالمجید دریا آبادی، ڈاکٹر ذاکر حسین، پنڈت جواہر لعل نہرو سے ان کے دیرینہ تعلقات تھے اور اپنی زندگی میں ان سیاسی و دینی زعماء سے کئی بار مل چکے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد حکیم صاحب کا جن سیاسی زعماء و دینی علماء سے ربط و ضبط رہا ان میں سردار عبدالرب نشتہ، چودھری محمد حسن چٹھہ، میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ، نواززادہ نصر اللہ خاں، حمید نظامی، مولانا محمد اسماعیل السلفی، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اور حکیم محمد سعید ہمدرد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حکیم عنایت اللہ نسیم جن سیاسی قائدین اور علماء کرام سے بہت زیادہ متاثر تھے ان میں قائد اعظم محمد علی جناح، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خاں، مولانا



حکیم صاحب دینی غیرت و حمیت میں ایک زندہ مثال تھے۔ حق کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولی مداخلت کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حق گوئی و بیباکی ان کی امتیازی صفت تھی۔ لگی لپٹی بات کرنے کے عادی نہ تھے، ہمیشہ کھری اور دو ٹوک بات کہتے۔ جس بات کو حق سمجھتے اس کو پوری قوت اور زور کے ساتھ پیش کرتے اور اسی شدت کے ساتھ اس پر قائم رہتے۔ جس بات کو وہ غلط سمجھتے بر ملا اس کو غلط کہتے۔ اس معاملے میں کسی عزیز اور دوست کی بھی رعایت نہ کرتے۔

قادیانیت کی تردید میں حکیم صاحب مرحوم کی خدمات قابل قدر ہیں۔ آپ نے علی گڑھ میں قادیانیت کی تحریک کو خن و بن سے اکھاڑنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے: 1934ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طبیہ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ قادیانی تھے۔ اس نے طبیہ کالج میں قادیانی اساتذہ کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ حکیم نور الدین قادیانی کا بیٹا عبدالسلام عمر بھی علی گڑھ میں تھا اور ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ کی حمایت کر رہا تھا۔ غیر قادیانی اساتذہ و طلباء نے یہ فیصلہ کیا کہ قادیانیوں کا زور اس طرح ختم کیا جاسکتا ہے کہ طبیہ کالج میں مولانا ظفر علی خاں کی تقریر کرانی جائے۔ چنانچہ غیر قادیانی اساتذہ و طلباء نے مولانا ظفر علی خاں کو علی گڑھ بلایا اور مولانا ظفر علی خاں نے 26 نومبر 1934ء کو وائس چانسلر کی طرف سے اجازت نہ ملنے کے باوجود تقریر کی۔ مولانا ظفر علی خاں مرحوم لاہور سے علی گڑھ کیسے پہنچے؟ اس بارے میں جناب شورش کشمیر مرحوم لکھتے ہیں کہ:

”طبیہ کالج کے طلباء روح رواں، شریف چشتی، انوار صدیقی، نسیم سوہدروی، سردار وکیل خاں، عمران القادری اور بعض دوسرے نوجوان تھے۔ انہوں نے مولانا ظفر علی خاں کو لاہور سے علی گڑھ بلوایا۔ مولانا 26 نومبر

حکیم عنایت اللہ نسیم قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہین و ذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بھی بہت قوی تھی۔ علامہ اقبالؒ، حفیظ جالندھری، مولانا حالی اور مولانا ظفر علی خاں کا کلام زبانی یاد تھا۔ مولانا ظفر علی خاں کے کلام کے حافظ تھے۔

مولانا ظفر علی خاں برصغیر پاک و ہند کے واحد شاعر تھے کہ جن کے اشعار بغیر اس کے پس منظر کے سمجھے نہیں جاسکتے۔ حکیم صاحب مرحوم جب مولانا ظفر علی خاں کے اشعار سنانے تو پہلے اس کا پس منظر بیان فرماتے۔ مثلاً جب مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ نے کانگرس سے استعفیٰ دیا اور مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تو مولانا ظفر علی خاں نے فرمایا۔

قائم ہے ان سے ملت بیضا کی آبرو اسلام کا وقار ہیں داؤد غزنوی رجعت پسند ان کو دیکھ کر یہ کہنے لگے آیا ہے سومنات میں محمود غزنوی حکیم عنایت اللہ نسیم عزم و ہمت کے تو گویا پہاڑ تھے۔ جب تک ان میں سکت رہی وہ لاہور، کراچی، فیصل آباد، اسلام آباد کی طبی، قومی، ادبی انجمنوں میں شریک ہوتے رہے۔

ٹھوس اور تحقیق مطالعہ ان کا سرمایہ تھا۔ تاریخ اسلام اور خاص کر برصغیر کی تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے۔ ملکی سیاسیات سے نہ صرف باخبر تھے بلکہ اس پر اپنی ناقدانہ رائے بھی رکھتے تھے۔ سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات کے پس منظر سے واقف تھے۔ اردو ادب کا بہت اعلیٰ اور ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ اردو ادب کے بلند پایہ اور فطری انشا پرداز تھے۔ قلم برداشتہ تحریر کا ان کو عجیب ملکہ تھا۔ حکیم صاحب کی تحریر کی خصوصیت یہ تھی کہ ان کی تحریر حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی۔

مولانا عبدالوہاب خلمی کی صحت!

مرکزی جمعیت اہل حدیث بھارت کے سابق ناظم اعلیٰ اور ممتاز راہنما مولانا عبدالوہاب خلمی صاحب گزشتہ دو تین ہفتوں سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں۔ تازہ اطلاعات کے مطابق بھارت کے ان کی طبیعت رو بصحت ہے۔ ان کی اہلیہ محترمہ بھی علیل ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین! (ادارہ)

عظمت صحابہ کافرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل سیالکوٹ کے زیر اہتمام مورخہ 30 نومبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی اہل حدیث نیا عدالت گڑھا میں عظمت صحابہ کافرنس زیر اہتمام امیر ضلع سیالکوٹ مولانا ملک محمد منیر اعوان منعقد کی گئی۔ کافرنس سے حضرت مولانا نواز چیمہ، حضرت مولانا سر فراز حیدر، حضرت مولانا نعیم الرحمن شیخ پوری، حضرت مولانا جاوید اقبال سیالکوٹی، حضرت مولانا محمد ذکر یاچیمہ اور قاری عبدالشکور سلفی نے خطابات فرمائے۔ کافرنس حاضری و انتظامات اور تقاریر کے لحاظ سے انتہائی کامیاب رہی۔ منجانب: ڈاکٹر عبدالسمیع ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

الاسلام ڈائری ۲۰۱۴ء

الحمد للہ الاسلام ڈائری 2014ء زیر طبع ہے۔ جلد سازی کے بعد بہت جلد شائقین تک سگ۔ ان شاء اللہ اب بھی کئی احباب اشتہارات اور ٹیلیفون نمبرز کے لئے رابطہ کر رہے ہیں۔ ان سے معذرت۔ اب وہ ڈائری کے آرڈر ارسال کریں تاکہ تیار ہوتے ہی ان کی خدمت میں ارسال کی جاسکے۔ ڈائری کی عام قیمت: -/375 روپے مجلہ ”اہل حدیث“ اور ڈائری کے مستقل معاونین سے خصوصی رعایت: -/260 روپے ڈاک خرچ بذمہ خریدار ترسیل زر کا پتہ، بذریعہ مئی آرڈر: بشیر انصاری ایم۔ اے مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ”اہل حدیث“ 106 راوی روڈ لاہور ایڈی پیسہ کے لئے میرا شناختی کارڈ نمبر 34101-3207371-5 رابطہ نمبر: 042-37720257, 055-4443265, 0321-6487892

کی جنرل کونسل کے ممبر بھی تھے۔ نیشنل کونسل فار طب حکومت پاکستان کے دو بار پانچ سال کے لئے ممبر منتخب ہوئے۔ تحریک پاکستان کی خدمات کے سلسلے میں آپ کو گولڈ میڈل بھی ملا۔

حکیم عنایت اللہ نسیم نے 82 سال کی عمر پائی۔ 9 دسمبر 1994ء کی شام اسلام آباد میں انتقال کیا اور 10 دسمبر 1994ء کو اپنے آبائی قبرستان سوہدرہ میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق حافظ احمد شاہ بن مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے پڑھائی۔



فلسفہ شہادت کافرنس

مدرسہ دارالحدیث محمدیہ جلاپور پیر والا ضلع ملتان، مولانا سلطان محمود محدث جلاپوری کی عظیم درس گاہ ہے۔ مولانا گرامی نے اس پس ماندہ علاقے میں بیٹھ کر قال اللہ وقال الرسول کی دلاویز صدائیں بلند کیں۔ ان کی پر خلوص خدمات کا ثمرہ ہے کہ آج وہاں جماعت اہل حدیث مضبوط ہے۔ آج ان کی مسند علمی کی حقیقی جانشین شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث، جلاپور میں ادا کر رہے ہیں۔

اس سال ۲۶ نومبر 2013ء بمطابق ۱۱ محرم ۱۴۳۵ھ کو اس ادارے میں عظیم الشان کافرنس منعقد ہوئی۔ کافرنس کے اہم خطباء میں مولانا عتیق الرحمن شاہ کاشمیری راوی پٹنڈی، مولانا عمر صدیق، گورنوالہ اور مولانا غلام اللہ محمدی، مولانا عتیق الرحمن تھے۔ ان علمائے کرام کے علاوہ مولانا اللہ یار، مولانا عبدالرشید، مولانا انس سلفی، مولانا عبدالحمید عابد، مولانا حافظ ریاض احمد عاقب، مولانا اسامہ عتیق، مولانا عبدالکمان شورش، مولانا ضیاء الرحمن خلیل، مولانا ثناء اللہ تو حیدی، مولانا محمد یونس، مولانا طویل الرحمن سلفی اور عوام کے جم غفیر نے شرکت کی۔ نقابت کے فرائض مولانا عبدالرحمان شورش نے ادا کیے۔ شیخ انشیر مولانا اللہ یار صاحب نے سرانیکی زبان میں بڑی اصلاحی تقریر فرمائی۔ ان کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید عابد نے سرانیکی زبان میں فضائل صحابہ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بعد ازاں صدر مجلس شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری نے فلسفہ شہادت کے موضوع پر بڑی مدلل گفتگو فرمائی۔ آخر میں مولانا غلام اللہ محمدی نے اپنے پر جوش خطاب میں عظمت صحابہ کے موضوع پر بڑا شاندار خطاب فرمایا۔ رات گئے کافرنس اختتام پذیر ہوئی۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ملتان

حسرت موہانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل السلفی اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حکیم عنایت اللہ نسیم کو مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف سے بے پناہ محبت تھی۔ کبھی ان دونوں بزرگوں کا ذکر چھڑ جاتا تو بالکل والہانہ انداز میں ان کی خوبیاں بیان کرتے۔

تحریک پاکستان میں حکیم صاحب کی خدمات قابل قدر ہیں۔ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس 1937ء بمقام لکھنؤ 1938ء کے اجلاس بمقام دہلی اور 1940ء کے اجلاس بمقام لاہور میں شرکت کی اور ان ہر سہ اجلاسوں میں قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی۔ حکیم صاحب نے کانفرنس کے اجلاس بمقام دہلی جو 1943ء میں ہوا تھا جس میں شریک ہونے کے لئے پچیس روپے کا ٹکٹ تھا، حکیم صاحب نے اس میں شرکت کی اور کہا کرتے تھے کہ میں، ڈاکٹر ذاکر حسین اور مولانا نصر اللہ خاں عزیز نے اکٹھی ٹکٹیں خریدیں اور ساتھ ساتھ بیٹھے۔

حکیم صاحب اردو کے شستہ اور شگفتہ انشاء پرداز تھے۔ طرز تحریر باوقار، عالمانہ اور سادہ ہوتا تھا۔ حکیم عنایت اللہ نسیم کا سب سے زیادہ تعلق مولانا ظفر علی خاں سے رہا۔ آپ کو مولانا ظفر علی خاں کا کلام تقریباً سارے کا سارا زبانی یاد تھا۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ گزرا۔

حکیم صاحب 1911ء میں سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مذہبی تعلیم مولانا غلام نبی الربانی سوہدری سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان مشن ہائی سکول وزیر آباد سے پاس کیا۔ طب کی تعلیم طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے حاصل کی۔ طب کا امتحان پاس کرنے کے بعد علی گڑھ اور بجنور کے گرد و نواح میں مختلف مقامات پر حکومت کے قائم کردہ شفاء خانوں میں میڈیکل آفیسر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد سوہدرہ تشریف لے آئے اور اپنے قصبہ میں نصف صدی تک خدمت کی۔ آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ علاج کی قیمت بہت کم وصول کرتے تھے اور مریضوں کو گھر جا کر دیکھنے کی کبھی فیس نہیں لی۔ علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ قومی، ملی اور رفائی کاموں میں دلچسپی لیتے رہے۔ انجمن حمایت اسلام

رپورٹ اجلاس کا بینہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کا بینہ 9 کا اجلاس مرکز اہل حدیث لاہور میں مورخہ 08 دسمبر 2013ء کو امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبد الستار حامد کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا پھر راقم الحروف نے سابقہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی جس کی اجلاس نے تائید کی تو صدر اجلاس نے اس کی توثیق فرمائی۔ اجلاس کے ایجنڈے کی ایک شق تھی مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کارکردگی رپورٹ، اس سلسلے میں بھی راقم الحروف نے مختصر الفاظ میں گذشتہ چند ماہ کی کارکردگی ہاؤس کے سامنے رکھی خصوصاً تیسرے علمی فکری اور تربیتی طلبہ کنونشن جو کہ مورخہ 17 نومبر 2013ء کو لاہور مرکز اہل حدیث میں منعقد ہوا۔ کی تفصیلی کارروائی سے اراکین کا بینہ کو آگاہ کیا۔ جسے کا بینہ کے معزز اراکین نے انتہائی حوصلہ افزاء قرار دیتے ہوئے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھانے کی تجویز دی۔ صدر نشین نے اس پروگرام کو جاری رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے چوتھے طلبہ کنونشن کی تاریخ اور مقام کے تعین کی طرف توجہ دلائی تو ادا کاڑہ سے مولانا محمد عبد اللہ یوسف نے اعلان کیا کہ چوتھے طلبہ کنونشن کے لئے ادا کاڑہ میں دارالحدیث کی خدمات حاضر میں۔ اس پر ہاؤس نے بعد تحسین ان کی تجویز کو پسند کرتے ہوئے 12 جنوری 2014ء کو دارالحدیث ادا کاڑہ میں چوتھا طلبہ کنونشن کروانے کا فیصلہ کیا۔

ایجنڈے کی شق ڈویژنل، بیداری ملت اہل حدیث کانفرنسز کا انعقاد کے بارے میں ناظم پنجاب نے مختصر الفاظ میں ان کانفرنسز کی اہمیت اور نتائج پر روشنی ڈالی اور ساہیوال میں ہونے والی کانفرنس کے متاثر کن نتائج سے ہاؤس کو آگاہ کیا تو معزز اراکین کا بینہ نے اس سلسلے کو بھی آگے بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ چونکہ پچھلے اجلاس میں خانیوال میں ہی کانفرنس کروانے کا فیصلہ ہو چکا تھا، اس پر خانیوال میں کانفرنس کی تاریخ طے کرنے پر مشاورت ہوئی، مگر اس کے ساتھ ہی حضرت پروفیسر قاری سعید کلیری نے گوجرانوالہ اور پروفیسر عبد الرحمن شارق نے بہاولنگر میں کانفرنس کروانے کی خواہش کا اظہار کیا، جس پر ہاؤس نے ان دونوں معزز اراکین کی تحسین کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث تینوں ڈویژنز میں کانفرنسز کا انعقاد کرے گی۔

اس سلسلے میں ماہ فروردی میں بہاولپور ڈویژن، ماہ مارچ میں گوجرانوالہ ڈویژن اور ماہ اپریل میں ملتان ڈویژن میں کانفرنسز کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں تواریخ اور جگہ کا تعین

کرنے کے لئے بہاولپور میں ڈویژن بھر کے تمام ضلعی و شہری امراء، ناظمین، خازنین اور ناظمین نشر و اشاعت اور تبلیغ کا اجلاس 4 اور 5 جنوری 2013ء کو قائدین پنجاب کے دوروزہ تنظیمی دورے میں کیا جائے گا اور اسی دورے میں تنظیمی کنونشن بھی منعقد کیا جائے گا۔ جبکہ گوجرانوالہ ڈویژن کے تمام ضلعی و شہری امراء، ناظمین، خازنین، ناظمین نشر و اشاعت اور ناظمین تبلیغ کا اجلاس 19 دسمبر 2013ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرانوالہ کے دفتر میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جبکہ خانیوال میں ڈویژنل کانفرنس کی تاریخ کا تعین بعد میں کیا جائے گا۔

پنجاب کا بینہ کے اجلاس میں مقامی جماعتوں کے ذمہ داروں سے بھی اپیل کی گئی کہ وہ مرکز سے رابطہ مضبوط بنائیں، کارکردگی ماہانہ بنیادوں پر تحریری صورت میں مرکز میں جمع کروائیں، اپنی ضلعی، شہری، تحصیل کی مکمل فہرست (اراکین کا بینہ کے اسمائے گرامی اور ان کے رابطہ نمبرز) وغیرہ پہلی فرصت میں مرکز کو مہیا فرمائیں، اس کے ساتھ ساتھ ناظمین نشر و اشاعت کے تقرر میں بھی یہ خصوصی خیال رکھیں ایسے احباب کا تقرر کیا جائے جو میڈیا سے کچھ نہ کچھ وابستگی اور خبر بنانے اور بھوانے کا سلیقہ بھی رکھتے ہوں۔ جبکہ ناظمین تبلیغ کے تقرر میں بھی متحرک، فعال اور جذبہ تبلیغ رکھنے والے کارکنان کو موع دیا جائے جو تمام تبلیغی پروگرامز کی ماہانہ بنیادوں پر رپورٹ مرکز کو ارسال کریں۔

کا بینہ کے اس اجلاس میں ضلعی و شہری ناظمین نشر و اشاعت کا اجلاس 25 دسمبر کو ضلع تصور میں کروانے کا فیصلہ بھی کیا گیا جبکہ ناظمین تبلیغ کے اجلاس کی بھی جلد ہی تاریخ دے دی جائے گی۔

اجلاس میں موجود جماعت کے شعبہ تعلقات عامہ کے ناظم اور پنجاب بیت المال کے چیرمین ملک محمد سلیمان نے ہاؤس کو اپنے شعبہ کی کارکردگی سے آگاہ کیا اور خصوصاً پنجاب بیت المال کی خدمات کی تفصیل سے ہاؤس کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ پنجاب بھر کے تمام ضلعی بیت المال کمیٹیوں میں اپنی جماعت کے ذمہ داروں کو نمائندگی ملے۔ انہوں نے بتایا کہ بیت المال کے زیر اہتمام 5 سکیمیں ہیں، معذور، بیوگان اور یتامی کے لئے مالی امداد، جینز فنڈ، سرکاری سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے طلباء و طالبات کے لئے وظائف، یتیموں کے لئے ادویات اور سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ این جی اوز کے لئے فنڈز کی سکیمیں ہیں، آپ ان ساری سکیموں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ آخر میں پروفیسر عبد الستار حامد نے ارکان کا بینہ کا اجلاس میں تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ معزز ارکان

اپنے اپنے حلقوں میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا پیغام عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کریں گے، انہوں نے اجلاس میں کیے گئے فیصلوں پر ارکان کا بینہ کو خارج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ جماعتی، تنظیمی اور تبلیغی امور میں تسلسل کا ہونا از حد ضروری ہے۔ ان تمام اہم فیصلوں کے ساتھ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کا بینہ کا یہ اجلاس حضرت پروفیسر قاری سعید کلیری کی دعائے خیر اور پر تکلف ظہرانہ کے بعد اختتام کو پہنچا۔

ازجمہ ابراہیم نظیر (صوبائی ناظم نشر و اشاعت)

بقیہ محمد بن عبد الوہاب

صاحب سے دو یا تین روایتیں نہ ہوں لیکن اکثر مسائل میں امام صاحب سے دو یا تین یا بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ اقوال ہوتے ہیں اور ان تمام اقوال میں جو قریب الی السنہ ہو اس پر عمل کر لیا، اس طرح گویا آپ سنت پر بھی عمل کر لیتے اور فقہ حنبلی پر بھی قائم رہتے۔

شیخ الاسلامؒ کے ہاں جس مسئلہ میں اختلافات واقع ہو جائے تو اس وقت قرآن و سنت کی طرف رجوع لازمی سے چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

((ان ما اختلف علیہ الائمۃ لا یصح ان یکون منبعاً للإسلام الصافی وان المنبع الصافی للإسلام هو ما جاء فی القرآن وما اتفق الائمۃ و اجمعوا علی انه من احادیث النبی ﷺ))

جب ائمہ کا کسی مسئلہ میں اختلاف واقع ہو جائے تو اس وقت قابل قبول وہ بات ہوگی جس کو قرآن نے بیان کیا ہو یا ائمہ نے اس مسئلہ پر اتفاق کیا ہو کہ یہ حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ اس لیے کہ اسلام میں قرآن و سنت کے سوا مصدر و منبع اور کوئی شے نہیں جس سے کسی بات کو اخذ کیا جاسکے۔ ان مذکورہ گزارشات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ الاسلامؒ استدلال اور مسئلہ کے اختلاف کے وقت قرآن و سنت کو سب سے مقدم رکھتے تھے اور ان کا امام احمد کے مذہب کا تابع ہونا اسی طرح تھا جس طرح شیخین ابن تیمیہ اور ابن القیم الجوزی حنبلی تھے جیسے وہ استدلال کے وقت سنت نبوی کو نہیں چھوڑتے تھے خواہ وہ ان کے امام کے مذہب کے موافق ہو یا نہ ہو۔ اس طرح شیخ الاسلامؒ نے بھی سنت نبویہ کی کبھی مخالفت نہیں کی جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اسلام میں اصل منبع کتاب و سنت ہی ہے۔

تنظیمی دورہ

گزشتہ دنوں مرکزی جمعیت اہل حدیث چک نمبر 136 دس۔ آر کے کارکنان مولانا محمد اکرم، راقم الحروف، 106 دس آر سے قاری عبدالقادر، مولانا محمد عبداللہ نے جہانیاں سٹی کا دورہ کیا۔ مولانا محمد اشرف غیور سے تنظیمی امور پر گفتگو ہوئی۔ مولانا محمد یعقوب حیدری چک نمبر 1، ٹی جنوبی نے علامہ احسان الہی ظہیری روڈ قادیانیت میں خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ 1974ء میں ممبران قومی اسمبلی و دیگر سیاسی مذہبی رہنماؤں کو مولانا محمد ابراہیم کیر پوٹی، مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں معلومات اور لٹریچر فراہم کرتے رہے جس کی بناء پر قومی اسمبلی میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ اکابرین اہل حدیث کی خدمات قیامت تک روشن رہیں گی۔ ان شاء اللہ

رپورٹ: شفیق الرحمان چک 136 دس۔ آر جہانیاں

نامزدگیاں اہل حدیث پوتھ فورس پاکستان

A.Y.F پاکستان کے صدر حافظ ذاکر الرحمن صدیقی نے میاں عامر ظہیر کو ناظم مالیات A.Y.F پاکستان، عبدالوجید بٹ کو سینئر نائب صدر A.Y.F پاکستان نامزد کیا ہے۔

منجانب: حافظ فیصل افضل شیخ جنرل سیکرٹری A.Y.F پاکستان

مبارک باد

ہم فضیلۃ الشیخ محترم حافظ عبدالکریم ایم۔ این۔ اے ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کو وزارت مذہبی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئر مین منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

قاری محمد اشرف فاروقی دیگر احباب اڈا حافظ والا

عائیانہ نماز جنازہ

حضرت مولانا زبیر علی زئی آف انکم گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اُن کی عائیانہ نماز جنازہ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں مورخہ 11 نومبر 2013ء بروز سوموار نماز عصر کے بعد ادا کی گئی۔ امامت کا فریضہ امیر شہر حافظ عبدالرحمن آزاد صاحب نے انجام دیا۔ نماز جنازہ سے پہلے مولانا عبدالحی انصاری نے مولانا مرحوم کی دینی، علمی اور تحقیقی خدمات پر روشنی ڈالی۔ یہ بھی کہا کہ ایک عالم کی موت پورے جہان کی موت ہوتی ہے۔ اللہ پاک مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اُن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب: میاں محمد طیب ناظم دفتر شہر فیصل آباد

اخبار الجماعۃ

گوجرانوالہ ڈویژن کے امراء و ناظمین، خازنین و دیگر ذمہ داران کے نام پیغام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..... امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کابینہ کے اجلاس منعقدہ 8 دسمبر 2013ء میں گوجرانوالہ میں ’ڈویژنل بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس‘ ماہ مارچ 2014ء میں منعقد کروانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کانفرنس کی تاریخ، جگہ اور دیگر انتظامات کے سلسلے میں گوجرانوالہ ڈویژن کے تمام اضلاع (حافظ آباد، منڈی بہاؤ الدین، گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور نارووال) کے ضلعی امراء و ناظمین، خازنین، ناظمین تبلیغ اور ناظمین نشر و اشاعت کا ایک اجلاس پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب امیر پنجاب کی زیر صدارت بتاریخ 19 دسمبر 2013ء بروز جمعرات بوقت 12:30 بجے دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث سٹی گوجرانوالہ آفتاب سٹیل مارکیٹ جی ٹی روڈ نزد گوندلانووالہ ڈا گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔ آپ سے درخواست ہے کہ بروقت تشریف لا کر قیمتی آراء و مشوروں سے نوازیں۔ شکریہ! اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

نوٹ: اگر کسی معزز رکن کو دعوت نامہ ڈاک کے ذریعے نمل سکے تو وہ اسی کو دعوت نامہ سمجھتے ہوئے اس اہم اجلاس میں ضرور شرکت کرے۔ شکریہ!

میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب 0300-4473973

پروفیسر سعید احمد چنیوٹی کے اعزاز میں تقریب

2 دسمبر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے چوتھے کانووکیشن کے موقع پر مولانا سعید احمد چنیوٹی کو پی ایچ ڈی کی ڈگری سے نوازا گیا۔ اس عظیم کامیابی پر جماعت کے عظیم سکالر اور نامور محقق مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی طرف سے ادارہ علوم اثریہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں رفقاء ادارہ علوم اثریہ، امیر جمعیت اہل حدیث سٹی مولانا عبدالرحمان آزاد، مولانا حکیم ثناء اللہ ثاقب، حافظ محمد شفیق سابق صدر A.Y.F فیصل آباد، حافظ محمد سلمان حسان اور چوہدری عبداللطیف صاحب کے علاوہ دیگر معززین اور تاجر حضرات کو مدعو کیا گیا۔

مولانا کاؤڈاکٹریٹ کے اس اعزاز پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے مزید کامیابیوں کی دعا کی گئی۔

”اہل حدیث“ ادارہ بھی پروفیسر سعید احمد چنیوٹی کو اس اعزاز پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے۔ آمین!

مولانا عبدالحی انصاری رفیق ادارہ علوم اثریہ منگمری بازار فیصل آباد

ایٹیل

جامع مسجد سعد اہل حدیث VIP بلاک طیبہ ٹاؤن تاندلیا نوالہ میں زیر تعمیر ہے جس کی سرپرستی مرکزی جمعیت اہل حدیث تاندلیا نوالہ کر رہی ہے۔ مخیر احباب تعاون فرما کر عند اللہ ناجور ہوں۔

رابطہ: قاری محمد ادریس کاشف کھل ناظم و مہتمم مسجد ہذا

0300-7848915

خلافت راشدہ کانفرنس

مرکزی جمعیت اور اہل حدیث پوتھ فورس کے زیر انتظام 22 ویں خلافت راشدہ کانفرنس بتاریخ 10 نومبر 2013ء بمطابق ۵ محرم الحرام بروز اتوار بعد نماز عشاء (بمقام منگمری بازار فیصل آباد) منعقد ہوئی۔

زیر صدارت: حافظ عبدالرحمن آزاد امیر فیصل آبادی

سرپرستی: شیخ ارشاد الحق اثری صاحب

تلاوت: قاری عبدالسلام عزیزی صاحب

مقررین: طارق ضیاء صاحب آف موٹو کھٹا

حافظ محمد اکبر جاوید صاحب سٹی ناظم فیصل آباد

علامہ زبیر احمد ظہیر صاحب نے حضرت صدیق اکبرؓ کے موضوع پر اور قاری محمد حنیف ربانی نے اپنے مخصوص انداز میں خلافت راشدہ پر خطاب فرمایا۔

آخر میں شیر پنجاب مولانا منظور احمد صاحب نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ آخر میں دعا کی گئی۔ سکیورٹی کی ذمہ داری اہل حدیث پوتھ فورس سٹی نے ادا کی جس کی قیادت سٹی صدر یحییٰ مدنی نے کی۔ یہ کانفرنس ہر سال ۵ محرم الحرام کو منعقد کی جاتی ہے۔

منجانب: میاں محمد طیب ناظم دفتر شہر فیصل آباد

ضرورت رشتہ

لڑکی 24 سالہ منج، راجپوت تعلیم B.ED, MA.Urdu کیلئے راجپوت فیملی سے تعلیم یافتہ/برسر روزگار لڑکے کا رشتہ لاہور اور گردنواح سے درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔ رانا فیصل ایڈووکیٹ 0321-4312250

مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل کبیر والا کا اجلاس

24 نومبر بروز اتوار بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد اہلحدیث ریل بازار عبدالحکیم میں مرکزی جمعیت اہلحدیث والا اہلحدیث یوتھ فورس تحصیل کبیر والا کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت قاری محمد ارشد عاجز صدر A.Y.F ضلع خانیوال نے کی اور اہلحدیث یوتھ فورس تحصیل کبیر والا کا انتخاب عمل میں آیا۔ بعد میں پرکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

سرپرست اعلیٰ: قاری عبدالرزاق

صدر: محمد داؤد انجم نائب صدر: قاری شفیق الرحمن

جنرل سیکرٹری: طاہر مجید

ناظم مالیات: قاری محمد اشرف حنیف

ناظم تبلیغ: قاری عبدالستار ندیم

ناظم الاحسان میڈیکل سنٹر: قاری محمد رفیق

منجانب: قاری محمد اشرف حنیف ناظم مالیات اہلحدیث یوتھ

فورس تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال

تحصیل جتوئی کے تبلیغی پروگرام

بستی رحم والا 28 نومبر 2013ء

علماء کرام: حافظ سلطان محمود، مفتی عامر کلیم، مولانا عبدالعلیم

(کوٹ ادو)، الشیخ عطاء اللہ اعوان۔

سنبھائے والا جتوئی 30 نومبر 2013ء: مولانا سیف اللہ

خالد چتر وڈ گڑھی، قاری راشد عزیز، مولانا عبدالستار ناظم ضلع۔

یہ پروگرام صبح دس بجے تا نماز عصر منعقد ہوئے۔

منجانب: خواجہ قاری عبدالحمید صدیقی ناظم تحصیل جتوئی

گوجران وکٹر سیدان

یکم دسمبر 2013ء کو مرکزی مسجد اہل حدیث گجر خان میں مرکزی جمعیت کا اجلاس ضلع راولپنڈی کے امیر سید عتیق الرحمن شاہ محمدی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز محمد اکرم شاہ کرناظم راولپنڈی کی تلاوت سے ہوا اور باقاعدہ تنظیم سازی کی گئی۔ شاہ صاحب نے مشاورت کے ساتھ گجر خان اور وکٹر سیدان کے امیر، ناظم اور ناظم مالیات کے تقرر کا اعلان کیا۔ چوہدری محمد یونس ناظم ضلع راولپنڈی نے مسلک اہل حدیث کی تنظیمی اہمیت بیان کی۔ تحصیل گجر خان:

سرپرست: مولانا عارف سلفی

ناظم: ابرار حسین سلفی

ناظم مالیات: افتخار احمد

تحصیل وکٹر سیدان کاظم:

امیر: حسن اختر ناظم: عبداللہ سلفی ناظم مالیات: مقصود احمد

رپورٹ: محمد عمران الحق سلفی آفس سیکرٹری ضلع راولپنڈی

اظہار تعزیت

مرکزی جمعیت والا اہلحدیث یوتھ فورس ایبٹ آباد کے زیر اہتمام ایک تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ممتاز عالم دین، علامہ حافظ زبیر علی زئی کے سانحہ ارتحال پر اظہار تعزیت کیا گیا۔ شرکائے اجلاس نے ان کی عظیم دینی تحقیقی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ بیشک ان کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔ اجلاس کے آخر میں حافظ صاحب کی مغفرت بلندی درجات اور لواحقین کے صبر جمیل کیلئے دعا کی گئی۔

المرسل: قاری عبدالحمید تحصیل ناظم ایبٹ آباد

تبوک ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ لمیٹڈ)

پیشکش عمرہ پیکیج کے ساتھ
میں شمولیت کا سنہری موقع
عمرہ گروپ
اجاب جماعت کیلئے
خصوصی رعایت

رواگی ان شاء اللہ ربیع الاول بمطابق جنوری 2014ء

زیر قیادت: حافظ عبدالحمید مدنی آفس نمبر 8 فسٹ فلور 25۔ ابرار سنٹر وحدت روڈ لاہور
(فاضل مدینہ یونیورسٹی) چیف ایگزیکٹو 0322-6662333/0302-4580611/0423-7536747

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ایمپورٹڈ U.P.S

بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ پیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیاسین نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

معیار ہمارا نام..... خدمت کہ کئی سال

الہدیٰ ٹریول

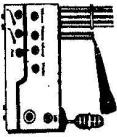
عمرہ و حج کی ادائیگی کیلئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔
عمرہ 2014ء کی بکنگ جاری ہے جو کہا وہ کیا..... بہترین سروس اور پکا وعدہ۔ ان شاء اللہ

0301-7106028

0300-4029910

محمد عبداللہ وٹو اڈا میں روڈ فیروز وٹو اس ضلع شیخوپورہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



الفتح ایٹمی فائر لاؤڈ سپیکر
نیا ایٹمی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے
ہمارے ہاں نئے وپانے ایٹمی فائر، پونٹ، مائیک، ہارن، طوطی
ہارن، پیٹرن، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نئے سرمست
کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔
پہاڑ محمد عثمان

Mob: 0321-7432246
Mob: 0334-7967107
Ph: 055-4230167

نیا ایٹمی چوک نزد ڈی کان گوجرانوالہ



ایٹمی فائر لاؤڈ سپیکر
ایڈ سائڈ سسٹم

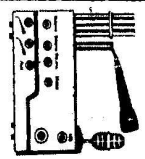
سپر سٹار

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایٹمی فائر آرڈر پور تیار کیے جاتے ہیں۔
پونٹ، مائیک، ہارن پیٹرن اور مختلف پیٹرن پائرس اور سرمست کا کام بھی کیا جاتا ہے۔
حافظ آباد روڈ چوک نیا میں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

پروپرائیٹری آکرام منڈل (لاہور)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت



الکرہ لاؤڈ سپیکر ایڈ ایٹمی فائر
تاریکی میں

ایٹمی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائیٹی دستیاب ہے۔

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا میں گوجرانوالہ
فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

ماہر تعلیم شیخ العربیہ مولانا محمد بشیر کی دونی کتابیں پڑھیے۔

اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کو دین اسلام اور امت مسلمہ کے تحفظ و ترقی کا ذریعہ بنایا، پھر اسلامی عربی تعلیم نظریہ پاکستان کی اساس بنی، لیکن ہماری حکومت اور دینی مدارس اس کی تعلیم و ترقی پر سنجیدہ توجہ نہیں دی تو ہمارے اساسی نظریے کو کتنا ضعف پہنچا؟ اور ہمارے کتنے ملی، سفارتی، تعلیمی اور مالی نقصانات مسلسل ہو رہے ہیں؟ دینی مدارس اور یونیورسٹیاں کتنے پسماندہ ہیں؟ ان کے طلبہ اور اساتذہ دینی، تعلیمی اور معاشی ترقی سے کیسے محروم رہتے ہیں؟ آئیے اب اپنے ناظمین اور معلمین کو جدید طرز تعلیم کی تربیت دیں اور تعلیمی نظام کو نیچے سے اوپر تک ترقی دینے کے لیے

۱۔ درس نظامی کی اصلاح اور ترقی

قیمت: ۶۰۰ روپے

پڑھیے، جو مسلم معاشرے اور ریاست میں عربی کے صحیح مقام اور صحیح طریقہ تعلیم کو واضح کرتے ہوئے ابتدائی مکاتب، مدارس اور یونیورسٹیوں میں اس کی موثر تعلیم و ترقی کا انقلابی منصوبہ پیش کرتی ہے۔

۲۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صرف ایک عید

قیمت: ۶۰ روپے

جو عیدین سعیدین کے مبارک موقعوں پر امت مسلمہ کی وحدت و عظمت کے تحفظ کیلئے عالم اسلام کے عظیم علماء اور ماہرین فلکیات کے مشترکہ مشاہدات اور تحقیق پر مشتمل ہے۔ ان دونوں کتابوں کو مملکت پاکستان کا ہر مسلمان عالم اور مفکر ضرور پڑھے۔ رعایت کے لیے رجوع کریں۔

بلاک 105، سٹریٹ 32، جی نائن ون اسلام آباد 2253733

۶۹۹۔ آپارہ مارکیٹ اسلام آباد 2875371

دارالعلم

ماہر تعلیم شیخ العربیہ مولانا محمد بشیر کی زیر نگرانی

معهد اللغة العربیة کے شعبہ طلبہ اور شعبہ طالبات میں داخلہ جاری ہے

معهد اللغة العربیة اسلام آباد میں جدید طریقہ تعلیم رائج ہے، جس میں بچوں کو پہلے دو تین سالوں میں اسلامی تعلیم اور عربی زبان کی اچھی مہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ ادارے میں نیچے سے اوپر تک ذریعہ تعلیم عربی ہے اور چھوٹے بچوں کے تعلیمی شعبوں ناظرہ قرآن، تحفیظ القرآن اور تجوید القرآن میں بھی عربی بول چال کی تربیت دی جاتی ہے۔

اس ادارے میں زیر تعلیم میٹرک پاس طلبہ اور طالبات کو صرف دو تین سال بعد (۱) کسی اچھے دینی ادارے، سکول یا کالج میں اسلامیات اور عربی زبان کی تدریس کے لیے تقرری کی سہولت حاصل ہے۔ (۲) نیز انہیں پاکستان یا عرب ملکوں کی کسی اسلامی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ مل سکے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ابتدائی جماعت میں داخلے کیلئے بچوں کا مڈل پاس ہونا ضروری ہے، اگلی کلاسوں میں بھی داخلہ جاری ہے۔ ہم وفاق المدارس کے کورسوں کے علاوہ میٹرک اور ایف اے کی معیاری تدریس بھی کرتے ہیں۔ داخلہ ۱۵ دسمبر تک جاری رہے گا۔ بیرونی طلبہ اور طالبات کیلئے الگ الگ ہوٹل اور درس گاہ کا انتظام موجود ہے۔ معمولی فیس کی ادائیگی پر قیام و طعام کی سہولت دی جاتی ہے۔

جو علماء اپنے تعلیمی اداروں کو ترقی دینا چاہتے ہیں وہ اپنے عزیز بچوں کو معهد اللغة العربیة کے اس جدید طریقہ تعلیم سے استفادے کا موقع فراہم کریں۔

معلمین اور معلمات کے تربیتی کورسز ادارے میں معلمین اور معلمات کے لئے دو ماہ، چھ ماہ اور ایک سال کے تعلیم و تربیت کے کورسز بھی ہو رہے ہیں۔

معهد اللغة العربیة سٹریٹ 32، آئی اینڈ ٹی سنٹر، جی نائن ون، اسلام آباد فون: 2253733

علماء کنونشن کی کامیابی پر مبارک باد

زیر سرپرستی
حاجی محمد ریاض اویل
قلعہ دیدار سنگھ

ہم مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرانوالہ کے اراکین کابینہ کو علماء کنونشن کے کامیاب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے **مبارک باد** پیش کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ یہ پروگرام ہر سال ہوا کرے۔ ان شاء اللہ۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرانوالہ کے امیر قاری عصمت اللہ ظہیر اور خصوصاً حکیم مولانا احسان اللہ ضیاء ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرانوالہ جنہوں نے دن رات ایک کر کے پوری تحصیل کے ہر گاؤں میں جا کر علماء کو دعوت پوری تحصیل سے علماء، احباب جماعت کی قیادت کرتے ہوئے قافلوں کو صورت میں پہنچے۔

علماء کنونشن کو کامیاب بنانے والے مخلص ساتھی حافظ محمد مرتضیٰ یزدانی امیر حلقہ اروپا ٹاؤن، قاری احمد نواز ہزاروی، مولانا عبدالقدیر سلفی راہوالی، حافظ انعام الرحمن عدیل، مولانا عبدالرحمن خلیل، مولانا عبدالشکور گوندلوی، قاری ناصر مدنی، قاری تنویر قمر، رانا عبدالجبار ساجد، مولانا ضیاء اللہ یوسف، حافظ شہباز احمد، مولانا محمد اسماعیل مجاہد، مولانا احتشام الحق بھوپال، مولانا عمر فاروق طور، قاری شفیق الرحمن ربانی اگوچک۔ یہ تمام ساتھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنتیں قبول فرمائے۔ آمین!

منجانب: **حاجی محمد علی مغل** چھتری میکر عبداللہ پور، قلعہ محمدیہ نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرانوالہ

دکھی انسانیت کے نام

آج چنانچہ انسانیت صلیحین کے ہاتھوں اپنا مرض و ہمارا کسک کسک کر دم لے رہی ہے۔ میرے بھائی! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدبیر اور تدفیک کی موافقت بھی لازمی ہے یہ وہی نہیں سکا کہ خونی محض ہوں اور کھلے کباب، روست، بروست وغیرہ بھی کھائے جائیں اور پھر شہادۂ اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ گوشت خوردی بھی کی جائے اور نیز امتیازی بھی نہ ہو ورنہ عاودہ چاہل کھائے جائیں ورنہ لڑکا کو کھانہ نہ ہو جائے مگر یہی تحریک میں بھی کا کھانا موت کو دھونے کے مترادف ہے۔ میرے بھائی! حکمت، بچوں کا کھیل نہیں، طویل ترین ریاضت، تجربہ اور محنت کے ساتھ صحت و تندرستی کا نیز حق اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ مفصل تعاقب چالیس سالہ تجربہ کے دوران کم از کم ایک لاکھ مگر دیگر مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبعی کالج کا سہ ماہی پیکار ہوں دو ماہ اور ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں، خدا خواست آپ یا آپ کا جاننے والا کسی بھی مرض میں جلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفا سے کاملہ و عاجل ہوگی۔ ہمارے بیمار کردہ کورسز میں کوئی تشدد و روانی نہیں ہے، کوئی زہریلی دوائی نہیں ہے، کوئی کشتہ شدہ دوائی نہیں ہے، کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے جس لیے ہارڈی سے چاہیں چیک کر والیں۔ ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

1	شکر	11	غواب محمد دانا	21	کی کھون	31	بھائی	41	اسر	51	اماس	☆	کورسز پر ریڈاک منگوانے کے لیے رقم پہلے بھیجیں۔
2	مسل ایل	12	بال بھڑی	22	پال کرنا	32	اصحا کا سن ہوتا	42	کاشمال	52	یرقان	☆	حالات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لیں۔
3	سکرہ	13	مکھڑی	23	بال منید ہوتا	33	کیڑا	43	قصیر ایل	53	استقا	☆	شخصی کارڈ نمبر 35103-1466875-3
4	بے فحاشی	14	در	24	پال پ	34	مالی خولیا	44	امراض دنانہ	54	دل میں سورخ	☆	اکاؤنٹ نمبر حبیب بینک (مہر آباد)
5	مہا	15	تھڑس	25	تھکاری	35	نیش	45	امراض مردانہ	55	بے بالادلی دنانہ	☆	13487900227901
6	بھڑور	16	دھ اتھال	26	مہر سے مل جانا	36	دھڑ	46	پیش کیل	56	بے بالادلی مردانہ	☆	اکاؤنٹ نمبر بیزران بینک (چوکی)
7	مال بھا	17	مکھ اتھال	27	تھڑ دکرنا	37	مرکی	47	ضیف بگر	57	بہوشیا	☆	7001-0101053034
8	صلب	18	منھیا	28	پس	38	دل کا درد	48	ضیف کب	58	لیو کیا	☆	
9	گھٹ	19	مرق قشاد	29	روسیاں	39	ایمانہ	49	ضیف دماغ	59	حاصلہ سیریا	☆	
10	تھڑ	20	دھ پک	30	ٹولی	40	لمبہ ریش	50	جنون	60	ہاروی	☆	

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی، نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور فون: 0345-7545119, 0313-7545119



8 جنوری 2014ء
بمطابق 7 ربیع الاول

علماء کرام کی زیر نگرانی
بہترین اور رعایتی ٹیکجز کے ساتھ

عمرہ گروپ

بیکنگ جاری ہے

14 دن 21 دن اور 28 دن
کے اکانومی اور شارٹ ٹیکجز
بھی دستیاب ہیں

عمرہ کی سعادت سہولت اور بہتر راہنماء کے ساتھ

ہمارے ساتھ آپ کا عمرہ مسنون اور مطالعاتی ہوگا۔

نوٹ: ملائیشاء، سنگاپور، چائنا، دبئی اور تھائی لینڈ کے وزٹ ویزہ کیلئے تشریف لائیں

سید رفیع اللہ شیرازی
0321-8582910
0315-1512460
چیف ایگزیکٹو

عقاب حج و عمرہ سروسز
(مریول اینڈ ٹورز) (ہائیٹیوٹ لیٹڈ)

آفس نمبر 305، 3rd فلور، دبئی پلازہ، مری روڈ، راولپنڈی۔
فون: 0315-1512460, 051-4852012, 4840686



سعودی عرب، دبئی، مسقط اور ملائیشاء

جانے والے ہنرمند اور غیر ہنرمند افراد کیلئے نادر موقع

سید رفیع اللہ شیرازی

فون: 0315-1512460 اور 051-4852012

ہمارے ہاں سعودی عرب، دبئی، مسقط اور ملائیشاء کیلئے سٹیل فکس، شریک کارپینٹر، فنشنگ کارپینٹر
پلبر، مین، الیکٹریشن اور ہیوی ڈیوٹی ڈرائیور اور مختلف ڈپلومہ ہولڈرز کیلئے ورک ویزے دستیاب ہیں

سویرا انٹرنیشنل اور سیز ایمپلائمنٹ پروموترز
Lic. No MPD/2939/Rwp

Off. #. 3, Umar Farooq Plaza, 2nd Floor, Chandni Chowk, Murree Road, Rawalpindi-Pakistan.
Ph: 051-4852012, Fax: 051-4840686, E-mail: saweratravel@gmail.com

Govt. Lic.
3968



خدمات حج و عمرہ سروسز

بجائے تھیں

پرسکون حج و عمرہ کی سہولت حاصل کرنے کے لئے ایک با اعتماد نام

علاقہ بھرتن سب سے بڑا گروپ لے جانے والا ادارہ

عمرہ
اداکر جائے

قرب ترین ایئر کنڈیشنڈ ہاؤس

کنفرم ایئر لائن ٹکٹ

بہترین سروسز

ٹرانسپورٹ

تمام ایئر لائنز کی

سستی ترین ٹکٹیں فوری

حاصل کرنے کیلئے رابطہ کریں

ایئر ٹکٹ کا وسیع تر تجربہ اور انتظام

بفضلہ تعالیٰ خدمت و سعادت کے کامیاب 22 سال
اکالونی، تھری، فور اور فائیو سٹار مجھے مسیاری اور پرکشش پیکیج

Printed By ALHUNAIN PRINTERS 03324027740

انٹرنیشنل ٹریولز اینڈ ٹورز
کاروان الحدیبیہ

بالمقابل سٹڈیز ہینلٹھ سٹریٹ فاروق آباد حافظ محمود قاسم، ڈاکٹر نعیم، حافظ امان اللہ ربانی
0300-4236407- 0333-4194280 0301-4966505- 056-3877266

ہیڈ آفس

میٹیاں سٹریٹ بالمقابل ایم سی بی بینک سٹیاء روڈ جمال الفضل آباد محمد یحییٰ مدنی
0321-0333-6662422 041-8557315

برانچ آفس

قاری فاروق تبسم، حافظ محمد سعید
0336-4110353-0334-4356170
0301-6814942-0301-6837566

برانچ آفس



BMA
Since 1952

A product of **BMA Pharma**

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

لیجئے
جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر
(زعفرانی)

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ

Revitalizer, Aphrodisiac

BMA Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205



BMA
Since 1952

Weekly AHL- E - HADITH

Head Office:

042-37729933

Fax:

042-37725525

Weekly Ahl-e- Hadith

042-37720257

Paigham Tv: 042-37722876

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org/www.ahlehadith.com

پیکر اخلاص
جناب
فیصل فضل شاہ
جنرل
سیکریٹری
ان نیشنل یوتھ فورس پاکستان

جناب
ڈاکٹر الحسن صدیقی
صدر
اہل بیت یوتھ فورس
پاکستان

کو دوبارہ بلا مقابلہ منتخب ہونے پر دل کی اتھسا گہرائیوں سے
پیش کرتے ہیں۔

مبارکباد

اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین
کس خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

حکیم حافظ ابو بکر صدیقی (سمندری)

منجانب

حکیم عبد الحفیظ تبسم

ملک عتیق الرحمن طاہر (صدر AYF فیصل آباد ڈویژن) چوہدری عمر فاروق گجر (جامعہ تعلیم القرآن سمندری)